ماہنامہ

احمدیہ گزٹ

کینیڈا

اپریل 2022ء

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

(سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۴)

رمضان کا مہینہ قبولیتِ دعا کا مہینہ ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ اپریل ۲۰۲۱ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کل ہم ماہِ رمضان میں سے گزر رہے ہیں۔...پس ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر اپنی عبادتوں کو سنوارنے اور درود اور استغفار پڑھنے، توبہ کرنے، دعائیں کرنے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی حق ادا کرنے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن کر جہنم سے بچنے والے ہوں۔... پس اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے دروازے کھلے ہیں۔ ہاں ! یہ ضرور ہے کہ انسان صحت کی حالت میں توبہ کرے نہ یہ کہ آخری سانس لیتے ہوئے۔ پس ان دنوں میں ہمیں بہت زیادہ توبہ اور استغفار کرنی چاہیے کہ یہ رمضان کا مہینہ قبولیتِ دعا کا مہینہ بھی ہے۔... آج کل اسی طرح جو کورونا کی وبا پھیلی ہوئی ہے اس سے بھی محفوظ رہنے کے لیے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس بلا سے بھی دنیا کو نجات دے، ہمیں بھی محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں درود اور استغفار کرنے والا بنائے۔ آمین !

(الفضل انٹرنیشنل لندن ۔ خلافت نمبر ۱۲ تا ۱۳ مئی ۲۰۲۱ء، صفحہ ۵، ۹)

اپریل 2022ء رمضان المبارک 1443 ہجری قمری جلد نمبر 51 شمارہ 4

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

شفیق اللہ اور منیب احمد

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

غلام احمد عابدؔ اور بعض دوسرے

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ اور منیب احمد

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

فہرست مضامین

★ قرآن مجید	2
★ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روس یوکرائن تنازعہ کے بارہ میں ایک پیغام	10
★ رمضان المبارک: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رو سے از مکرم مولانا چوہدری رشید الدین صاحب	11
★ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی عائلی زندگی از مکرم مولانا اخلاق احمد انجمؔ صاحب	16
★ رمضان المبارک کے فضائل اور تقویٰ میں بڑھنے کا ذریعہ از مکرم شین۔ الف۔ حمید صاحب	20
★ رمضان شریف کے بابرکت ایام میں مالی قربانیوں کی تحریک از مکرم خالد محمود نعیمؔ صاحب	21
★ تحدیثِ نعمت: خلیفۂ وقت کی دعاؤں کا ثمر از محترمہ مدثرہ عباسی صاحبہ	22
★ خلافت سے محبت اور اطاعت از مکرم امتیاز احمد سرا صاحب	24
★ جلسہ یوم مصلح موعودؓ جماعت احمدیہ سیسکاٹون از مکرم شفیق احمد قریشی صاحب	25
★ انیق ناجی صاحب کی ویڈیو کے جواب میں از مکرم جمیل احمد بٹ صاحب	26
★ میرے تایا جان پیرزادہ سید منیر احمد شاہ صاحب مرحوم از مکرم مولانا سید شمشاد احمد ناصرؔ صاحب	28
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	31

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡھُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَھِدَ مِنۡکُمُ الشَّھۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ ؕ وَمَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیۡدُاللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ۝

(سورۃ البقرۃ 186:2)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھُلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے اُمور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اِس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایّام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اِس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عَنۡ أَبِی صَالِحٍ الزَّیَّاتِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡه، یَقُولُ قَالَ رَسُوۡلُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ: کُلُّ عَمَلِ ابۡنِ اٰدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّیَامَ، فَإِنَّهُ لِی وَأَنَا أَجۡزِی بِهِ، وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا کَانَ یَوۡمُ صَوۡمِ أَحَدِکُمۡ فَلَا یَرۡفُثۡ وَلَا یَصۡخَبۡ، فَإِنۡ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوۡ قَاتَلَهُ، فَلۡیَقُلۡ إِنِّی امۡرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِی نَفۡسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطۡیَبُ عِنۡدَ اللَّهِ مِنۡ رِیحِ الۡمِسۡکِ لِلصَّائِمِ فَرۡحَتَانِ یَفۡرَحُهُمَا: إِذَا أَفۡطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِیَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوۡمِهِ۔

(صحیح بخاری. کتاب الصوم، باب ھل یقول انی صائم اذاشتم.

حدیقۃ الصالحین، ایڈیشن ۲۰۱۹ء، حدیث ۲۷۱)

حضرت ابوصالح الزیاتؒ نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے۔ پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے، نہ شور و شر کرے۔ اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! روزے دار کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ کیوں کہ اِس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں۔ ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

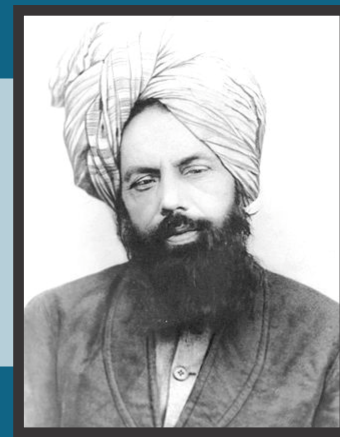

رمضان المبارک کے بارہ میں

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند ارشادات

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (سورۃ البقرۃ 186:2) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔صلوٰۃ تزکیۂ نفس کرتی ہے۔اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔

تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے۔اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔

پس (اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ) میں یہی اشارہ ہے۔اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں مَیں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنّت اہل بیت ہے۔میرے حق میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ، سلمان یعنی اَلصُّلْحَان کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی۔ایک اندرونی دوسری بیرونی۔اور یہ اپنا کام رفق سے کرے گا۔نہ کہ شمشیر سے۔اور میں جب مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی۔تو مَیں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے۔چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔اس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جارہے ہیں۔یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔ ...

خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ایک عباداتِ مالی، دوسرے عباداتِ بدنی۔عباداتِ مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں۔اور عباداتِ بدنی کو بھی انسان عالَمِ جوانی میں ہی ادا کرسکتا ہے ورنہ ساٹھ سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آجاتا ہے۔(کسی نے) یہ ٹھیک کہا ہے کہ 'پیری وصد عیب'۔اور جو کچھ انسان جوانی میں کرلیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے۔اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔موئے سفید از اجل آرد پیام۔

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔روزہ کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ (سورۃ البقرۃ 185:2) یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔

(ملفوظات۔جلد چہارم،ایڈیشن 1984ء،صفحہ 256-258)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ فروری 2022ء کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ 4؍فروری 2022ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4؍فروری 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ بعض غزوات کا بھی ذکر ہوا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ اگر آپؐ کو دنیاوی زینت والے لباس میں دیکھیں گے تو ان میں اسلام قبول کرنے کی خواہش زیادہ ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا: میرے رب نے میرے لیے عمر بن خطابؓ کی مثال فرشتوں میں سے جبرئیل کی سی بیان کی ہے۔ اللہ نے ہر امت کو جبرئیل کے ذریعہ ہی ہلاک کیا ہے اور ان کی مثال انبیاء میں سے حضرت نوح علیہ السلام کی سی ہے جب انہوں نے کہا:

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا.

(سورۃ نوح 27:71)

اے میرے رب! کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوا نہ رہنے دے۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال میکائیل کی مانند ہے۔ جب وہ مغفرت طلب کرتا ہے تو ان لوگوں کے لیے جو زمین میں ہیں اور انبیاء میں ان کی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند ہے جب انہوں نے کہا:

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (سورۃ ابراہیم 37:14)

پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اگر تم دونوں میرے لیے کسی ایک امر پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہارے مشورے کے خلاف نہیں کروں گا لیکن تم دونوں کی حالت مشورے میں کئی طرح کی ہے جیسے جبرئیل اور میکائیل اور حضرت نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی مثال ہے۔

ایک روایت ہے کہ بنو قریظہ میں حضرت سعد اور حضرت کعب بن عمرو مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تیر چلانے والوں میں سے تھے جنہوں نے کثرت سے تیر چلائے تھے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو یہ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ آئے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھیجی ہوئی کھجوریں کھا کر وقت گزارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی کھجوریں کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ کھجور کیا ہی عمدہ کھانا ہے۔

صلح حدیبیہ کے حوالے سے گزشتہ خطبات میں ذکر ہو چکا ہے کہ ایک خواب کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کی جمعیت کے ساتھ ذوالقعدہ چھ ہجری میں عمرے کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ کفار مکہ نے آپؐ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کی تیاری کر لی ہے۔ صحیح بخاری کے ایک حوالے میں درج ہے کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کے معاہدہ کی شرائط طے پا چکی تھیں۔ اس وقت سہیل بن عمرو کے بیٹے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زنجیروں میں لڑکھڑاتے ہوئے آئے۔ سہیل بن عمرو نے جو مکہ کی طرف سے سفیر تھے ان کو واپس کرنے کا مطالبہ کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قریش کو واپس کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ رہا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا آپؐ خدا کے برحق رسول نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ضرور ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ضرور ایسا ہی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تو پھر ہم ذلت آمیز شرائط کیوں برداشت کریں؟ آپؐ نے فرمایا: میں خدا کا رسول ہوں اور خدا کی منشا کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیا آپؐ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ طواف ضرور اسی سال ہوگا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر انتظار کرو تم ان شاء اللہ ضرور مکہ میں داخل ہو کر کعبہ کا طواف کرو گے۔ مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تسلی نہیں ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر ان سے بھی اسی قسم کی باتیں کیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وہی جواب دیے مگر ساتھ ہی فرمایا: دیکھو عمرؓ رسولِ خدا کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دو کیونکہ خدا کی قسم یہ شخص سچا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی اور میں نے توبہ کے رنگ میں اس کمزوری کے اثر کو دھونے کے لیے بہت سے نفلی اعمال کیے تا کہ میری اس کمزوری کا داغ دھل جائے۔

سیرت خاتم النبیینؐ سے ماخوذ ہے کہ صلح حدیبیہ کے صلح نامہ کی دو نقلیں تیار کی گئیں اور بطور گواہ کے مسلمانوں کی طرف سے دستخط کرنے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں صلح حدیبیہ سے بڑی کوئی اور فتح نہیں ہے۔

سریہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطرف بنوفزارہ چھ ہجری میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سریہ کا امیر مقرر فرمایا تھا۔

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سریہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اس میں مشرکین کے کئی آدمی مارے گئے اور کئی قید کر لیے گئے۔ قیدیوں میں ایک عمر رسیدہ عورت بھی تھی جس کے عوض اہل مکہ کے پاس محبوس بعض مسلمان قیدیوں کی رہائی حاصل کی گئی۔

غزوہ خیبر کے بارہ میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ محرم سات ہجری میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ تاریخ وسیرت کی اکثر کتب میں ملتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یکے بعد دیگرے امیر لشکر بنایا گیا تھا لیکن ان کے ہاتھ سے قلعہ فتح نہ ہوسکا۔ البتہ لاہور سے شائع ہوئی ایک کتاب سیدنا صدیق اکبر کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک قلعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوا جب کہ دوسرا قلعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اور تیسرا قلعہ قموص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح کیا۔ غزوہ خیبر کی فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر رشتہ داروں کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ایک سو وسق غلہ اور کھجوریں عطا فرمائیں۔

قریش کے حلیف بنوبکر نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے ہتھیاروں اور سواریوں سے بنوبکر کی مدد کی اور صلح حدیبیہ کی شرائط کا پاس نہ کیا تو اس وقت ابوسفیان مدینہ میں آیا اور صلح حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید چاہی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا لیکن آپؐ نے اس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گیا اور ان سے بات کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں لیکن دونوں کے انکار کے بعد وہ ناکام لوٹ گیا۔

رمضان آٹھ ہجری میں غزوہ فتح مکہ ہوا جسے غزوۃ الفتح الاعظم بھی کہتے ہیں۔ تاریخ طبری میں بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سفر کی تیاری کا ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے اپنے گھر والوں کو اپنا سامان تیار کرنے کا بھی فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان تیار کر رہی تھیں۔ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے استفسار فرما رہے تھے تو اسی وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا: قریش کے مقابلہ کا ارادہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کیا قریش اور ہمارے درمیان ابھی معاہدے اور صلح کی مدت باقی نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں مگر انہوں نے غداری کی ہے اور معاہدے کو توڑ دیا ہے لیکن اس بات کو ابھی پوشیدہ ہی رکھنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کئی ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہو گیا اور جب آپؐ لڑنے کے لیے نکلے تو فرمایا: اے میرے خدا! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو مکہ والوں کے کانوں کو بہرا کردے اور ان کے جاسوسوں کو اندھا کردے۔ نہ وہ ہمیں دیکھیں اور نہ ان کے کانوں تک ہماری کوئی بات پہنچے۔ مدینہ میں سینکڑوں منافق موجود تھے لیکن دس ہزار کا لشکر نکلتا ہے اور کوئی اطلاع تک مکہ نہیں پہنچتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کام تھے اور الٰہی تصرف تھا۔

طبقاتِ ابن سعد میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کا قافلہ عشاء کے وقت مکہ سے مدینہ کے راستے پر پچیس کلو میٹر کے فاصلے پر مرالظہران میں اترا۔ صحابہ نے آپؐ کے حکم پر دس ہزار جگہ آگ روشن کی۔ قریش کو خبر پہنچی تو ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کو بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے لیے امان لے لینا۔ انہوں نے لشکر دیکھا تو سخت پریشان ہوگئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان کی آواز سنی تو پکار کر کہا کہ ابوحنظلہ! (یہ ابوسفیان کی کنیت ہے) اس نے کہا لبیک۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پناہ دی اور اس کو دونوں ساتھیوں سمیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ تینوں اسلام لے آئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس کا تسلسل آگے جاری ہے ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 8رفروری 2022ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 11رفروری 2022ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11رفروری 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تاریخ میں فتح مکہ کے حوالے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خواب کا ذکر ملتا ہے کہ مسلمان مکے کے قریب ہوگئے اور ایک کتیا بھونکتے ہوئے آئی اور قریب پہنچتے ہی پشت کے بل لیٹ گئی اور اس سے دودھ بہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خواب کی تعبیر یہ فرمائی کہ ان کا شر دور ہوگیا اور نفع قریب ہوگیا۔

فتح مکہ سے پیشتر جب ابوسفیان مرالظہران مقام پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے ابوسفیان کو رات روک لیا تاکہ وہ مسلمانوں کے لشکر کو دیکھ سکے۔ ابوسفیان کے سامنے رسول خدا ﷺ کا سبز پوش دستہ نمودار ہوا جس میں مہاجرین وانصار پرچم تھامے شامل تھے، ایک ہزار انصار لوہے کی زرہوں میں ملبوس تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا تھا اور وہ لشکر کے آگے آگے تھے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اسے للکارا۔ ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آج میری حفاظت کا ذمہ دار کون ہے؟ اسی وقت رسول خدا ﷺ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اپنی اونٹنی قصوا پر نمودار ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

جب آپؐ مکے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عورتیں گھوڑوں کے مونہوں پر دوپٹے مار مار کر انہیں پیچھے ہٹا رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

کہ حسان بن ثابتؓ نے کیا کہا ہے۔ جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسان بن ثابتؓ کے وہ اشعار پڑھے جن میں رعب دار لشکر کے کدا کے راستے داخل ہونے کے بیان میں اسی قسم کی منظر کشی ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر وہیں سے داخل ہو جہاں سے حسان بن ثابتؓ نے کہا ہے۔ کدا عرفات کا ہی دوسرا نام ہے۔

فتح مکہ کے موقعے پر آپؐ نے امن کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ابوسفیان شرف کو پسند کرتا ہے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ امن میں رہے گا۔ جب حضور ﷺ کے حکم سے ہبل بت کو گرایا گیا تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان کو یاد دلایا کہ احد کے دن تم نے اسی بت کے متعلق بہت غرور سے اعلان کیا تھا کہ اس نے تم پر انعام کیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ اب ان باتوں کو جانے دو۔ میں جان گیا ہوں کہ اگر محمد ﷺ کے خدا کے علاوہ بھی کوئی خدا ہوتا تو جو آج ہوا وہ نہ ہوتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار سونتے حفاظت کے لیے آپؐ کے سرہانے کھڑے تھے۔

غزوہ حنین جسے غزوہ ہوازن یا غزوہ اوطاس بھی کہتے ہیں آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوا۔ حنین مکہ اور طائف کے درمیان مکے سے تیس میل کے فاصلے پر ایک گھاٹی ہے۔ فتح مکہ کی اطلاع ملنے پر مالک بن عوف نصری کی تحریک پر قبائلِ عرب کا ایک بڑا لشکر مسلمانوں سے مقابلے کے لیے تیار ہوا۔ حضور ﷺ بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلے اور علی الصبح حنین جا پہنچے۔ مشرکین کا لشکر وہاں پہلے سے گھاٹیوں میں چھپا بیٹھا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں پر اچانک اتنی شدت کا حملہ کیا کہ مسلمان سنبھل نہ پائے اور بکھر گئے۔ روایات میں مذکور ہے کہ آپؐ کے پاس محض گنتی کے چند صحابہؓ رہ گئے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (جنگِ حنین میں) ایک وقت ایسا آیا کہ رسول کریم ﷺ کے گرد صرف بارہ صحابی رہ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے گھبرا کر آپؐ کی سواری کی لگام پکڑی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ آگے بڑھنے کا وقت نہیں۔ مگر آپؐ نے بڑے جوش سے فرمایا میری سواری کی باگ چھوڑ دو اور پھر ایڑھ لگاتے ہوئے آگے بڑھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ میں موعود نبی ہوں جس کی حفاظت کا دائمی وعدہ ہے۔ میں جھوٹا نہیں ہوں۔ اس لیے تم تین ہزار تیر انداز ہو یا تیس ہزار مجھے پروا نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو یہ صدا لگائی کہ اے سورہ بقرہ کے صحابیو! اے حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے بیعت کرنے والو! خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ نومسلموں کی بزدلی کی وجہ سے ہماری سواریاں بھی دوڑ پڑی تھیں لیکن جیسے ہی یہ آواز میرے کانوں میں آئی مجھے یوں لگا کہ میں زندہ نہیں، مردہ ہوں اور اسرافیل کا صور فضا میں گونج رہا ہے۔ میں نے اپنی سواری کو موڑنا چاہا مگر وہ بدکا ہوا تھا۔ میں نے اور میرے کئی ساتھیوں نے اونٹوں سے چھلانگیں لگا دیں۔ کئی نے تو اونٹوں کی گردنیں کاٹ دیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔

غزوہ طائف شوال آٹھ ہجری میں پیش آیا۔ آپؐ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا۔ مختلف روایات کے مطابق اس محاصرہ کی طوالت دس راتوں سے چالیس راتوں تک بیان کی جاتی ہے۔ اس موقعے پر آپؐ نے ایک خواب دیکھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی وہی تعبیر بیان کی جو رسول اللہ ﷺ کا بھی خیال تھا۔

غزوہ تبوک رجب نو ہجری میں ہوا۔ اس غزوے کے موقعے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا کل مال جس کی مالیت چار ہزار درہم تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اپنا نصف مال لایا اور سوچا کہ اگر کبھی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت لے جا سکا تو وہ آج کا دن ہوگا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا تمام مال لیے حاضر ہوئے تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی چیز میں کبھی بھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس واقعے کا ذکر کر کے بیعت کرنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں ایک وہ ہیں جو بیعت تو کر جاتے ہیں اور اقرار بھی کر جاتے ہیں کہ ہم دنیا پر دین کو مقدم کریں گے مگر مدد اور امداد کے موقعے پر اپنی جیبوں کو دبا کر پکڑے رکھتے ہیں۔ بھلا ایسی محبت دنیا سے کوئی دینی مقصد پا سکتا ہے!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تبوک میں ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ آپ تینوں حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر میں دفن کر رہے تھے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تمنا کی کہ کاش یہ قبر والا میں ہوتا۔

حضور اکرم ﷺ نے نو ہجری میں تبوک سے واپسی پر حج کے لیے روانگی کا ارادہ کیا۔ لیکن جب آپؐ کو بتایا گیا کہ حج کے موقعے پر مشرکین شرکیہ الفاظ ادا کرتے ہیں اور ننگے ہو کر طواف کرتے ہیں تو آپؐ نے اس سال حج کا ارادہ ترک کر دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج مقرر فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین سو صحابہ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ نے قربانی کے بیس جانور روانہ فرمائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روانگی کے بعد آپؐ پر سورۃ توبہ نازل ہوئی۔ آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور انہیں فرمایا کہ سورۃ توبہ کے آغاز میں جو بیان ہوا ہے اسے لے جاؤ اور قربانی کے دن جب منیٰ میں لوگ جمع ہوں تو اس میں اعلان کر دو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہوگا۔ اس سال کے بعد کسی مشرک کو حج کی اجازت نہ ہوگی، نہ ہی کسی کو ننگے بدن بیت اللہ کے طواف کی اجازت ہوگی۔ جس کسی کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے کوئی معاہدہ کیا ہے اس کی مدت پوری کی جائے گی۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ آپؓ کو امیر مقرر کیا گیا ہے یا آپؓ میرے ماتحت ہوں گے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاجزی کی انتہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں آپؓ کے ماتحت ہوں گا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرفہ کے مقام پر لوگوں سے خطاب کیا اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچاؤ۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ براءت (سورۃ توبہ) کی چالیس آیات سنائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ خورشید احمد صاحب

مرحوم اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ربوہ کا ذکرِ خیر فرمایا اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان کیا۔

مرحومہ گزشتہ دنوں پچانوے (95) سال کی عمر میں وفات پاگئی تھیں۔ آپ کو خدا نے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ مکرم عبدالباسط شاہد صاحب مربی سلسلہ لندن کی بہن تھیں۔ ان کے پوتے وقاص احمد خورشید امریکہ میں مربی سلسلہ ہیں۔ ایک بہن امۃ الباری ناصر صاحبہ ہیں۔ حضورِانور نے فرمایا کہ یہ اچھا علمی خاندان ہے۔

تالیف وتصنیف سے لے کر انتظامی امور تک آپ کی خدمات کا سلسلہ ستر (70) برس سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ مرحومہ بہت ملنسار، مہمان نواز، عبادت گزار، دعا گو، علمی مزاج کی حامل اور خلافت کی سچی وفادار خاتون تھیں۔

مرحومہ کی پوتی نے لکھا کہ آپ نے ہمیں ایمان اور مغربی معاشرے کو ہم آہنگ اور متوازن کرنا سکھایا۔

حضورِانور نے فرمایا کہ ماؤں اور بزرگوں کا یہ کام ہے کہ نئی نسل کو سنبھالنے، تربیت کرنے اور دین سکھانے کی کوشش کریں۔

حضورِانور نے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 18؍فروری 2022ء

☆ پیشگوئی مصلح موعود کے پورا ہونے سے متعلق مختلف پہلوؤں کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں ایمان افروز تذکرہ

☆ باون ترپن خصوصیات کے حامل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف لمبی عمر پائی بلکہ اسلام کی غیر معمولی خدمت کی توفیق بھی پائی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18؍فروری 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دشمنانِ اسلام کے اس اعتراض پر کہ اسلام کوئی نشان نہیں دکھاتا خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر صداقت اسلام کے ایک بڑے نشان کے طور پر ایک معین عرصہ میں تقریباً باون، ترپن خصوصیات کے حامل اپنے ایک بیٹے کی پیدائش کی پیشگوئی کا اعلان فرمایا جو نہ صرف اس عرصے میں پیدا ہوا بلکہ اس نے لمبی عمر بھی پائی اور اسے اسلام کی غیر معمولی خدمت کی توفیق بھی ملی۔ اس پیشگوئی کو ہم ہر سال 20؍فروری کو پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے یاد رکھتے ہیں۔ اس کے مختلف پہلوؤں پر جماعتی جلسوں میں روشنی ڈالی جاتی ہے اور ایم ٹی اے پر بھی پروگرام آتے ہیں۔

پیشگوئی کے مطابق لمبی عمر پانے والے اس بچے کی صحت کی حالت کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں میری صحت نہایت کمزور تھی پہلے کالی کھانسی ہوئی پھر صحت ایسی گر گئی کہ گیارہ بارہ سال کی عمر تک موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہا۔ نظر کمزور ہوگئی۔ چھ سات ماہ تک مجھے بخار آتا رہا۔ ٹی بی کا مریض قرار دیا گیا۔ اِن وجوہ سے باقاعدہ پڑھائی نہیں کر سکا۔ اکثر اسکول سے غائب رہتا۔ کون ایسی حالت میں لمبی عمر کی ضمانت دے سکتا ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ خدا نے میرے متعلق خبر دی تھی کہ میں علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جاؤں گا۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ دنیوی علوم میں سے کوئی علم میں نے نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان علمی کتابیں میرے قلم سے لکھوائیں کہ دنیا یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس سے بڑھ کر اسلامی مسائل کے متعلق اور کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔ قرآن کریم کی تفسیر کا ایک حصہ تفسیر کبیر کے نام سے لکھا جسے پڑھ کر بڑے بڑے مخالفوں نے بھی تسلیم کیا کہ اِس جیسی آج تک کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ ہی تھا کہ رؤیا میں ایک فرشتے نے سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کی اور جب وہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ تک پہنچا تو کہنے لگا کہ آج تک جتنے مفسر گزرے ہیں ان سب نے صرف اِس آیت تک تفسیر لکھی ہے لیکن میں تمہیں اس کے آگے بھی تفسیر سکھاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے ساری سورہ فاتحہ کی تفسیر مجھے سکھا دی۔ اِس رؤیا کے معنی درحقیقت یہی تھے کہ فہمِ قرآن کا ملکہ میرے اندر رکھ دیا گیا۔ آپؓ نے دنیا کو چیلنج دیا کہ یہ ملکہ میرے اندر اِس قدر ہے کہ میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ سورۃ فاتحہ سے ہی میں تمام اسلامی علوم بیان کر سکتا ہوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اسکول کی فٹبال ٹیم کو امرتسر میں میچ جیتنے پر ایک رئیس نے دعوت دی جہاں مجھے تقریر کرنے کے لیے کھڑا کر دیا گیا۔ میری دعا پر خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے متعلق میرے دل میں ایک نکتہ ڈالا اور میں نے کہا دیکھو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی ہے کہ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ سے مراد ہے کہ ہم یہودی نہ بن جائیں اور وَلَا الضَّآلِّیۡنَ سے مراد ہے کہ ہم نصاریٰ نہ بن جائیں۔ اِس کی مزید وضاحت اس لیے بھی ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِس امت میں ایک مسیح آئے گا جو لوگ اس کا انکار کریں گے وہ یہود صفت بن جائیں گے اور بعض لوگ اپنے مذہب کی تعلیم کو نہ سمجھ کر عیسائیت قبول کر لیں گے۔ عجیب بات ہے کہ سورۃ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس وقت سب سے زیادہ مخالفت مکہ کے بت پرستوں کی طرف سے کی جاتی تھی مگر دعا یہ نہیں سکھائی گئی کہ الٰہی ہم بت پرست نہ بن جائیں بلکہ دعا یہ سکھائی گئی کہ الٰہی ہم یہودی یا نصاریٰ نہ بن جائیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرما دی تھی کہ مکہ کے بت پرست ہمیشہ کے لیے مٹا دیئے جائیں گے اور یہودیت اور عیسائیت باقی رہے گی جس کے فتنہ سے بچنے کے لیے ہمیشہ یہ دعائیں کرنا ضروری ہوگا۔ جب میری تقریر ہو چکی تو بعد میں بڑے بڑے رؤساء کہنے لگے کہ آپؓ نے قرآن خوب پڑھا ہوا ہے۔ ہم نے تو اپنی ساری عمر میں یہ نکتہ پہلی دفعہ سنا ہے۔ چنانچہ واقعہ یہی ہے کہ ساری تفسیروں کو دیکھ لو کسی مفسر قرآن نے آج تک یہ نکتہ بیان نہیں کیا۔ حالانکہ میری عمر اس وقت بیس سال کے قریب تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہ نکتہ مجھ پر کھولا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گیارہ سال کا تھا کہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے۔ میں رات دیر گئے اس مسئلے پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ میرے لیے خوشی کی گھڑی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہوگیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے ایک عرصے تک دعا کرتا رہا کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ آج میں پینتیس سال کا ہوں اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کا وجود مجھ پر ثابت ہو گیا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت بھی مجھ پر واضح ہوگئی۔ بہر حال یہ بھی ایک ثبوت ہے اللہ تعالیٰ کا آپ کو علوم سے پُر کرنے کا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی سمجھتے تھے کہ یہ بچہ مصلح موعود کا مصداق بنے گا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالہ تشحیذ الاذہان کو روشناس کرانے کے لیے اس کے اغراض و مقاصد کے بارہ میں ایک مضمون لکھا جس کی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور خاص تعریف کی لیکن بعد میں ذاتی طور پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میاں تمہارا مضمون بہت اچھا تھا مگر میرا دل خوش نہیں ہوا کیونکہ تمہارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف براہین احمدیہ موجود تھی اور مجھے امید تھی کہ تم اس سے بڑھ کر کوئی چیز لاؤ گے اس سے فائدہ اٹھاؤ گے یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؓ کی صحت اور علم کو جاننے کے باوجود اتنے اعلیٰ خیالات آپؓ کے بارے میں رکھتے تھے کہ یہ بچہ ایسا ہے جس میں اتنی صلاحیت ہے کہ یہ اعلیٰ ترین مضامین لکھ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ڈاکٹروں نے کہا کہ میری بینائی ضائع ہو جائے گی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری صحت کے لیے خاص طور پر دعائیں کرنی شروع کر دیں اور ساتھ ہی روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ جب آخری روزے کی افطاری کرنے لگے اور روزہ کھولنے کے لیے منہ میں کوئی چیز ڈالی تو یک دم میں نے آنکھیں کھول دیں اور میں نے آواز دی کہ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بار ہا مجھے صرف یہی فرماتے تھے کہ قرآن کا ترجمہ اور بخاری حضرت مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھ لو۔ اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ طب بھی پڑھ لو کیونکہ یہ ہمارا خاندانی فن ہے۔ غرض میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طب بھی پڑھی، قرآن کریم کی تفسیر اور بخاری بھی۔ چند عربی کے رسالے بھی مجھے آپؓ سے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ غرض یہ میری علمیت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علوم سے ایسا پُر کیا کہ آپؓ کی باون سالہ زندگی اس پر گواہ ہے کہ چاہے وہ دینی مضامین کا سوال ہے یا کسی دنیاوی مضمون کا جب بھی آپؓ کو کسی موضوع پر لکھنے اور بولنے کا کہا گیا آپؓ نے علم و عرفان کے دریا بہا دیئے۔ بے شمار موقعوں پر آپؓ کی تقاریر کو غیروں نے بھی بے حد سراہا اور اخباروں نے بھی خبریں جمائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام اور اعلام کے ذریعہ سے مجھے بتا دیا ہے کہ وہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہو چکی ہے اور اب دشمنانِ اسلام پر خدا تعالیٰ نے کاملِ حجت کر دی ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ ہیں۔

پس یہ پیشگوئی تو پوری ہوئی لیکن پیشگوئی کے الفاظ ان شاء اللہ اس وقت تک قائم رہیں گے جب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا مشن پورا نہ ہو جائے اور اسلام کا جھنڈا تمام دنیا میں نہ لہرانے لگ جائے۔ اس پیشگوئی پر ہمارے جلسے تبھی فائدہ مند ہیں جب ہم اس مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور وقار کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور اسلام کی سچائی دنیا پر ظاہر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے سب کو لے کر آنا ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے سوا اور کوئی نہیں جس کے ذریعہ سے اسلام کا جھنڈا دنیا میں دوبارہ لہرائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 25 رفروری 2022ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

دنیا کے موجودہ خطرناک حالات کے متعلق دعا کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25 رفروری 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے لیے جمعرات یا ہفتے کے دن جب کہ ذیقعدہ کے چھ دن باقی تھے روانہ ہوئے۔ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اونٹ ہے ہم اس پر اپنا زادِ راہ لاد لیتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا ایسا ہی کر لو۔ راستے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام سے وہ اونٹ کہیں گم ہو گیا تو آپؓ اس غلام کو مارنے کے لیے اٹھے مگر حضور ﷺ نے محض تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اس محرم کو دیکھو یہ کیا کرنے لگا ہے۔ صحابہ کو جب آنحضورؐ کا زادِ راہ گم ہونے کا علم ہوا تو وہ آٹے، کھجور اور مکھن سے تیار کردہ ایک عمدہ حلوہ حیس لے کر آئے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلام پر غصہ کرنے سے روکا اور فرمایا اے ابوبکر! نرمی اختیار کرو۔ بعد میں حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قافلے کے پیچھے پیچھے چلا کرتے تھے جب پہنچے تو وہ اونٹ ان کے ساتھ تھا۔

حجۃ الوداع کے سفر میں ہی ذوالحلیفہ مقام پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں آپؓ کی اہلیہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے محمد بن ابوبکر کی پیدائش ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسماءؓ غسل کر لیں اور حج کا احرام باندھ لیں اور بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حاجیوں کی طرح باقی سب کام کریں۔ جب آپؐ وادی عسفان سے گزرے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں سے وہ دونوں تلبیہ کہتے ہوئے بیت العتیق کے حج کے لیے گزرے تھے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جن لوگوں کے ساتھ قربانی کے جانور تھے ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سوچ کر کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی جگہ کھڑے ہوئے تو اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ پائیں گے، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہہ دیا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز کی امامت کا کہہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند کیا اور فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان ہی ایام میں حضور ﷺ نے اپنی بیماری میں کچھ تخفیف محسوس کی تو مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، وہ آپؐ کو دیکھ کر پیچھے ہٹے لیکن حضور ﷺ نے اشارہ سے منع فرمایا اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے اور لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے۔

صحیح بخاری میں مرقوم روایت کے مطابق جس روز حضور ﷺ کا وصال ہوا آپؐ نے اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور نمازیوں کو دیکھ کر تبسم فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سمجھے کہ حضور ﷺ نماز کے لیے باہر تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ آپؓ پیچھے ہٹنے لگے مگر حضور ﷺ نے انہیں اشارے سے منع کیا اور پردہ ڈال دیا۔

جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے کے مضافات میں ایک گاؤں سنح میں تھے۔ یہ خبر سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور آپؐ کو بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ زندگی میں بھی اور موت کے وقت بھی پاک وصاف ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ آپؐ کو کبھی دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے قسم کھانے والے! ٹھہر جاؤ۔ پھر آپؓ نے حمد وثنا بیان کی اور فرمایا دیکھو جو محمد ﷺ کو پوجتا تھا وہ سن لے کہ محمد ﷺ تو یقیناً فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ کو پوجتا تھا اسے یاد رہے کہ اللہ زندہ ہے اور وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اس کے بعد آپؓ نے یہ آیت پڑھی کہ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمۡ مَّیِّتُوۡنَ۔ (سورۃ الزمر 31:39) تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ اور یہ آیت بھی پڑھی کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۠ئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ۔ (سورۃ آل عمران 145:3) یعنی محمد ﷺ تو صرف ایک رسول ہیں آپؐ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ کیا اگر آپؐ فوت ہو جائیں یا قتل کیے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟

یہ سن کر لوگ اتنا روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں نے یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھی ہے۔ پھر لوگوں میں سے جس آدمی کو میں نے دیکھا وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا دونوں آیات پڑھیں تو صحابہ پر حقیقت آشکار ہوئی اور وہ بے اختیار رونے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ مجھے یوں معلوم ہوا کہ گویا یہ دونوں آیات آج ہی نازل ہوئی ہیں اور میرے گھٹنوں میں میرے سر کو اٹھانے کی طاقت نہ رہی۔ میرے قدم لڑکھڑائے اور میں شدتِ صدمہ سے زمین پر گر پڑا۔

اسی حوالے سے مسلمانوں کا جو پہلا اجماع ہے اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ہی اجماع صحابہ کا ہے کیونکہ اس وقت سارے صحابہ موجود تھے اور درحقیقت ایسا وقت مسلمانوں پر پہلے کبھی نہیں آیا کیونکہ پھر کبھی مسلمان اس طرح جمع نہیں ہوئے۔ اس اجتماع میں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو سارے کے سارے صحابہ نے آپؓ سے اتفاق کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی بات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس امت پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا شکر نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ تمام صحابہ کو مسجد نبوی میں اکٹھا کر کے یہ آیت نہ سناتے کہ تمام نبی فوت ہو چکے ہیں تو یہ امت ہلاک ہو جاتی کیونکہ ایسی صورت میں اس زمانے کے مفسد علماء یہی کہتے کہ صحابہ کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں مگر اب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آیتِ ممدوحہ پیش کرنے سے اس بات پر کل صحابہ کا اجماع ہو چکا کہ کل گزشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق ذکر آتا ہے کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا علم ہو گیا تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے لیے موزوں قرار دیا۔ اس سوال پر کہ اگر مہاجرین نے ان کی بیعت نہ کی تو کیا ہو گا یہ تجویز سامنے آئی کہ ایک آدمی انصار میں سے اور ایک آدمی مہاجرین میں سے خلیفہ ہو۔ مگر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بنو اوس کی کمزوری قرار دیا۔

جس وقت انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع تھے حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوعبیدہ عنہما اور دوسرے بڑے صحابہ مسجد نبوی میں آنحضرت ﷺ کے وصال کے سانحہ عظیم کے بارے میں ذکر کر رہے تھے جب کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے اہلِ بیت رسول کریم ﷺ کی تجہیز وتکفین کے انتظامات میں مصروف تھے۔

جب مہاجر صحابہ کو انصار کے اس اجتماع کی اطلاع پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے۔ وہاں ابھی بحث جاری تھی۔ اس موقعے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت پر اثر فصیح وبلیغ تقریر فرمائی۔ جس میں آپؓ نے عربوں کی گذشتہ حالت اور اولین مہاجرین کی رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے کا احوال بیان کیا۔ پھر انصار کے قبولِ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے مددگار بننے کا بڑا دل نشیں تذکرہ فرمایا۔ اس کے بعد انصار کو مخاطب کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا کہ مہاجرین اولین کے بعد ہمارے نزدیک تمہارے مرتبے کا کوئی بھی نہیں۔ امیر ہم میں ہوں گے اور تم وزیر۔ ہر اہم معاملے میں تم سے مشورہ لیا جائے گا اور تمہارے بغیر اہم معاملات کے متعلق فیصلہ نہیں کریں گے۔ آپؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا۔ پھر آپؓ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے سعدؓ! تجھے علم ہے کہ تو بیٹھا ہوا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خلافت کے حق دار قریش ہوں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپؓ نے سچ کہا ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امرا ہیں۔

دنیا کے موجودہ حالات کے لئے دعا کی تحریک

یہ ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے موجودہ خطرناک حالات کے متعلق دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ اسی طرح بڑھتا رہا تو صرف ایک ملک نہیں بلکہ بہت سے ممالک اس میں شامل ہو جائیں گے اور پھر اس کا اثر نسلوں تک رہے گا۔ خدا کرے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں اور اپنی دنیاوی خواہشات کی تسکین کے لیے انسانی جانوں سے نہ کھیلیں۔ ان دنوں میں احمدیوں کو بہت دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جنگ کی ناقابلِ تصور تباہ کاریوں سے انسانیت کو بچا کے رکھے۔ آمین!

(باقی صفحہ 29)

روس یوکرائن تنازعہ کے بارہ میں

امام جماعت احمدیہ عالمگیر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بیان

25رفروری 2022ء

پریس ریلیز:24رفروری2022ء

امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روس یوکرائن کے حالیہ تنازعہ کی بابت فرماتے ہیں:

گزشتہ کئی سال سے میں دنیا کی بڑی طاقتوں کو متنبہ کرتا چلا آیا ہوں کہ انہیں تاریخ سے، بالخصوص بیسویں صدی میں ہونے والی دو تباہ کن عالمی جنگوں سے، سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں مَیں نے مختلف اقوام کے سربراہوں کو خطوط لکھ کر پُر زور توجہ دلائی کہ وہ اپنے قومی اور ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر معاشرے کی ہر سطح پر حقیقی انصاف کو قائم کرتے ہوئے دنیا کے امن وسلامتی کو ترجیح دیں۔

یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ یوکرائن میں جنگ چھڑ گئی ہے اور حالات انتہائی سنگین صورتِ حال اختیار کر چکے ہیں۔ نیز یہ بھی عین ممکن ہے کہ روسی حکومت کے آئندہ اقدامات اور اس پر نیٹو (NATO) اور بڑی طاقتوں کے ردِعمل کے باعث یہ جنگ مزید وسعت اختیار کر جائے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے نتائج انتہائی خوف ناک اور تباہ کن ہوں گے۔ لہٰذا یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ مزید جنگ اور خون ریزی سے بچنے کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔ اب بھی وقت ہے کہ دنیا تباہی کے دہانے سے پیچھے ہٹ جائے۔ میں روس، نیٹو (NATO) اور تمام بڑی طاقتوں کو پُر زور تلقین کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام تر کوششیں انسانیت کی بقا کی خاطر تنازعات کو ختم کرنے میں صرف کریں اور سفارتی ذرائع سے پُر امن حل تلاش کریں۔

جماعتِ احمدیہ مسلمہ کے سربراہ ہونے کے ناطے میں صرف یہی کر سکتا ہوں کہ دنیا کے سیاسی راہ نماؤں کی توجہ اس طرف مبذول کروادوں کہ وہ عالمی امن کو ترجیح دیتے ہوئے، تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کی خاطر، اپنے قومی مفادات اور دشمنیوں کو بالائے طاق رکھ دیں۔ اس لیے میری دلی دعا ہے کہ دنیا کے حکمران ہوش سے کام لیں اور انسانیت کی بہتری کے لیے جدوجہد کریں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ آج بھی اور آئندہ بھی دنیا کے راہ نما جنگ، خون ریزی اور تباہی کے عذاب سے بنی نوع انسان کو محفوظ رکھنے کے لیے بھرپور کردار ادا کریں۔ اور میں دل کی گہرائی سے دعا گو ہوں کہ بڑی طاقتوں کے سربراہ اور ان کی حکومتیں ایسے اقدامات نہ اٹھائیں جو ہمارے بچوں اور آنے والی نسلوں کے مستقبل کو تباہ کرنے والے ہوں۔ بلکہ ان کی ہر کوشش اور جدوجہد اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہونی چاہیے کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کے لیے خوشحال اور پُر امن دنیا چھوڑ کر جائیں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ عالمی راہ نما وقت کی نزاکت کا احساس کرنے والے اور دنیا میں قیامِ امن اور استحکام کو یقینی بنانے کی ذمہ داری کو بہترین انداز سے نبھانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام معصوم اور نہتے لوگوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن قائم ہو۔ آمین

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

امام جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر

رمضان المبارک
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی رو سے

مکرم مولانا چوہدری رشید الدین صاحب

عبادات میں روزہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کم کھانے اور بھوک برداشت کرنے کو روحانی ترقی کرنے کے لئے ہمیشہ ضروری سمجھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب میں کسی نہ کسی صورت میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ تمام امتیں روزہ سے برکتیں حاصل کرتی رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی اہمیت ہر مذہب و ملت میں تسلیم کی گئی ہے۔ تاہم دین نے اسے ایک کامل اور برتر شکل میں پیش کیا ہے اور اسے نفس کی قربانی کا ایک مکمل ذریعہ بنا دیا ہے۔ دینی روزہ میں انسان پو پھٹنے سے لے کر سورج غروب ہونے تک نہ کچھ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے۔ نیز جنسی تعلقات سے مجتنب رہتا ہے۔ وہ اپنا وقت عبادت اور ذکرِ الٰہی میں صرف کرتا ہے۔ ہر بالغ اور عاقل کو رمضان کا پورا مہینہ لگاتار روزے رکھنے کا حکم ہے۔ جو لوگ بیمار ہوں یا سفر پر ہوں ان کے لئے ارشاد ہے کہ وہ اس دوران میں روزہ نہ رکھیں اور بعد میں ان چھوٹے ہوئے روزوں کی گنتی پوری کر لیں۔ ایسے لوگ جو دائم المریض ہوں یا بہت بوڑھے اور کمزور ہونے کی وجہ سے روزہ کی طاقت ہی نہ رکھتے ہوں ان کے لئے روزہ نہیں وہ فدیہ ادا کر دیں یعنی حسب توفیق ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔

رمضان کے مہینہ کو عبادات کے لحاظ سے بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ حدیث میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ اس مہینہ میں روزہ اور دیگر عبادات کا خاص اہتمام فرماتے اور صحابہؓ کو بھی اس طرف توجہ دلاتے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایمان کے تقاضے پورے کرتا ہوا اور حصول ثواب کی نیت سے رمضان میں عبادات بجالاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ نیز ایک حدیث قدسی میں فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ (صحیح بخاری۔ کتاب الصوم) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ صرف میرے لئے رکھا جاتا ہے اور اس کی جزا خود میری ذات ہے۔ گویا بندہ کو اس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات ایک بدیہی حقیقت بن کر اس کے سامنے آجاتی ہے۔ ایک روزہ دار لوگوں کی نظروں سے دور گھر میں تنہا بیٹھا ہوتا ہے۔ انتہائی گرم موسم میں عمدہ اور ٹھنڈے مشروب اس کے پاس پڑے ہوتے ہیں۔ لذیذ کھانے اسے میسر ہوتے ہیں۔ ان کی خوشگوار خوشبوئیں اس کی اشتہا کو تیز کر رہی ہوتی ہیں۔ کوئی دیکھنے والا بھی پاس نہیں ہوتا لیکن یہ خدا کا بندہ سخت پیاس کے اور بھوک کے باوجود نہ پانی کا ایک قطرہ تک اپنے حلق میں اتارتا ہے اور نہ میسر کھانے کا ایک تر نوالہ اپنے فاقہ زدہ منہ میں ڈالتا ہے کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ اپنے خالق و مالک کے حکم کے مطابق اپنا روزہ پورا کر رہا ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ روزہ صرف خدا کے لئے رکھا جاتا ہے اور اسی لئے اس کی جزا بھی وہ خاص طور پر خود دیتا ہے۔ پس روزہ روحانی ترقی کے لئے ایک خاص عبادت ہے لیکن اس کا پورا فائدہ انسان تب ہی حاصل کر سکتا ہے جب وہ اسے پوری شرائط اور شریعت کی تعلیم کے مطابق محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے بجالائے۔ بعض لوگ اس سلسلہ میں افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں۔ کچھ تن آسان تو اس سے بچنے کی راہیں ڈھونڈنے لگتے ہیں اور کچھ اپنے زور بازو سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ اصل بات خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے نہ کہ اپنی قوت برداشت کا اظہار۔ روزہ کے بارہ میں افراط و تفریط سے پاک دین کی صحیح تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات میں ملتی ہے جن کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں حکم و عدل بنا کر مبعوث فرمایا۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

رمضان کا لفظ رمض سے نکلا ہے جس کے معنی عربی زبان میں جلن اور سوزش کے ہیں۔ رمضان اس مہینہ کا اسلامی نام ہے۔ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں اس مہینہ کو ناتق کہا جاتا تھا۔ رمضان کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد دوم، سورۃ البقرہ، صفحہ 312)

رمضان کی عظمت

رمضان بڑی عظمت اور برکات رکھنے والا مہینہ ہے۔ اس کی عظمت اور روزوں کی برکات واضح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں شک و شبہ کوئی نہیں ہے۔ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے۔ چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں ایک عبادات مالی اور دوسرے عبادات بدنی۔ عبادات مالی تو اسی کے لئے

ہیں جس کے پاس مال ہو اور جس کے پاس نہیں وہ معذور ہیں۔ اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالم جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ 60 سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آ جاتا ہے۔ یہ ٹھیک کہا کہ پیری و صد عیب اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اسی کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ موئے سفید از اجل آرد پیام۔ انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجا لاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد دوم، سورۃ البقرہ، صفحہ 312-313)

روزہ کی حقیقت اور حکمت

روزہ صرف بھوکا اور پیاسا رہنے کا نام نہیں۔ اس سے مراد حصول ثواب کی نیت سے خدا تعالیٰ کے جملہ احکام پر عمل کرتے ہوئے اس کی اطاعت اور رضا کی خاطر ایک معین وقت تک بھوک اور پیاس برداشت کرنا ہے۔ انسان اس کے فوائد تب ہی حاصل کر سکتا ہے جب کہ وہ اس کی حکمت مدنظر رکھ کر اس کی شرائط کو پورا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اچھوتے انداز میں روزہ کی حقیقت اور حکمت بیان کی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''پھر تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔'' (ملفوظات۔ جلد 5 صفحہ 102)

نیز فرمایا:

''روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے اس میں کوئی شامل نہیں۔''

(ملفوظات۔ جلد 4 صفحہ 292-293)

پھر فرماتے ہیں:

''صلوٰۃ کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ اس کے بعد روزے کی عبادت ہے۔ افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بعض مسلمان کہلانے والے ایسے بھی ہیں جو کہ ان عبادات میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اندھے ہیں اور خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ تزکیہ نفس کے واسطے یہ عبادات لازمی پڑی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ جس عالم میں داخل نہیں ہوئے اس کے معاملات میں بیہودہ دخل دیتے ہیں اور جس ملک کی انہوں نے سیر نہیں کی اس کی اصلاح کے واسطے جھوٹی تجویزیں پیش کرتے ہیں۔ ان کی عمریں دنیوی دھندوں میں گزرتی ہیں۔ دینی معاملات کی ان کو کچھ خبر ہی نہیں۔ کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیہ نفس کے واسطے ضروری ہے۔ اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔ بالکل ابدی زندگی کا خیال چھوڑ دینا اپنے اوپر قہر الٰہی کا نازل کرنا ہے۔ مگر روزہ دار کو خیال رکھنا چاہئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے۔ بدنصیب ہے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی مگر اس نے روحانی روٹی کی پرواہ نہیں کی۔ جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی روح کو قائم رکھتی ہے اور اس سے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔ خدا سے فیضیاب ہونا چاہو کہ تمام دروازے اس کی توفیق سے کھلتے ہیں۔'' (مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے، صفحہ 1002-1003)

رمضان کے روزے فرض ہیں

روزہ ایک اہم عبادت ہے۔ اسلام سے قبل بھی قریباً تمام اقوام میں روزہ کا ذکر ملتا ہے گو اس کے طریق میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے ایک معین شکل میں فرض قرار دیئے ہیں روزہ دار کے لئے فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور ازدواجی تعلقات سے مجتنب رہنا لازمی ہے ہاں مریض اور مسافر کے لئے رخصت ہے کہ وہ ان دنوں کی گنتی دوسرے ایام میں پوری کر لیں۔ روزہ کے سلسلہ میں بعض لوگ حد سے زیادہ سختی اور بعض بہت نرمی اختیار کرتے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات درج ذیل ہیں۔ فرمایا:

'' کُتِبَ سے فرضی روزے مراد ہیں۔''

(الحکم مورخہ 24 فروری 1907ء، صفحہ 14)

''تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں مگر جو تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو وہ اتنے روزے پھر رکھے۔''

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6 صفحہ 336)

فرض روزہ کے سلسلہ میں اپنا طریق عمل واضح کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد دوم، سورۃ البقرہ، صفحہ 258)

مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے

اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کو رخصت دی ہے کہ وہ مرض اور سفر کے دوران روزہ نہ رکھیں اور یہ گنتی دوسرے ایام میں پوری کر لیں۔ لوگ اس بحث میں پڑ جاتے ہیں کہ مرض کی کیا تعریف ہے اور سفر کی کیا حد ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''مَنْ کَانَ مَرِیْضًا یعنی اگر تم مریض ہو یا کسی سفر قلیل یا کثیر پر ہو تو اسی قدر روزے اور دنوں میں رکھ لو۔ سو اللہ تعالیٰ نے سفر میں کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ احادیث نبوی میں حد پائی جاتی ہے بلکہ محاورہ عام میں جس قدر مسافت کا نام سفر رکھتے ہیں وہی سفر ہے ایک منزل (سے) جو کم حرکت ہو اس کو سفر نہیں کہا جا سکتا۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد دوم، سورۃ البقرہ، صفحہ 261)

''یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ

لے تو کوئی ہرج نہیں مگر عِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اس کو اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔'' (الحکم۔ مورخہ 31 رجنوری 1899ء، صفحہ 7)

میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو مسافر ہوتا ہے شریعت کی بنیاد دقت پر نہیں ہے، جس کو تم عرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد دوم، سورۃ البقرۃ، صفحہ 261)

رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے

بعض لوگ سفر اور مرض میں بھی روزہ ترک نہیں کرتے اور اسے ایک خوبی اور نیکی تصور کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا موقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرماں برداری میں ہے جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنْ کَانَ مَرِیْضًا اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ میں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور میں نے روزہ نہیں رکھا۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد دوم، سورۃ البقرہ، صفحہ 261)

''جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد دوم، سورۃ البقرہ، صفحہ 261)

اس بارہ میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روایت بھی بیان کی ہے۔ فرمایا:

بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحبؓ سنوری نے کہ اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گزر چکا تھا بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں۔ اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہئے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا۔

(سیرت المہدی۔ جلد اول، روایت نمبر 117 صفحہ 97)

رمضان کے روزوں کا فدیہ

جو لوگ پیر فرتوت یا دائم المریض ہونے یا کسی خاص مجبوری کی وجہ سے سارا سال کسی وقت بھی روزہ نہ رکھ سکتے ہوں ان کے لئے حکم ہے کہ وہ حسب مقدرت رمضان کے روزوں کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ اس حکم کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ نے شریعت کی بنا آسانی پر رکھی ہے۔ جو مسافر اور مریض صاحب مقدرت ہوں ان کو چاہئے کہ روزہ کی بجائے فدیہ دیدیں۔ فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔''

(البدر۔ مورخہ 17 راکتوبر 1907ء، صفحہ 7)

حضور کے اس ارشاد کی وضاحت کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب بدر اخبار کے اگلے شمارہ میں لکھتے ہیں:

گزشتہ پرچہ اخبار نمبر 42 مورخہ 17 راکتوبر 1907ء کے صفحہ 7 کالم اول میں یہ لکھا گیا تھا کہ:

''جو مریض اور مسافر صاحب مقدرت ہوں ان کو چاہئے کہ روزہ کی بجائے فدیہ دیں۔''

اس جگہ مریض اور مسافر سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو کبھی کوئی امید نہیں کہ پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے۔ مثلاً ایک نہایت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال بھر اسی طرح گزر جائے گا۔ ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے۔''

چونکہ اخبار بدر کی مذکورہ بالا عبارت صاف نہ تھی اس واسطے یہ مسئلہ دوبارہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپؑ نے فرمایا:

''صرف فدیہ تو شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ ورنہ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھول دینا ہے۔ جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے لئے کچھ نہیں۔ اس طرح سے خدا تعالیٰ کے بوجھوں کو سر پر سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ میری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہی ہدایت دی جاوے گی۔''

پھر فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقات، حج، دشمن کا ذب اور دفع خواہ سیفی ہو۔ خواہ قلمی۔ یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں چاہئے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں۔ یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں۔ بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے رہتے ہیں اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں یعنی ایسا نہیں چاہئے کہ آدمی ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے بلکہ ایسا کرنا چاہئے کہ نفلی روزہ کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد دوم، سورۃ البقرہ، صفحہ 263)

فدیہ کی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا

ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جاوے اور یہ خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا طاقت بخش دے گا۔ اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں تو مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے۔ کب اس ثواب کا مستحق ہو گا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور اس کا منتظر میں تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلفات کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس (تکلف) کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاق سے رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابلِ قدر شے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں۔ جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا۔ اور انہوں نے کہا تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔'' (ملفوظات۔ جلد 2، صفحہ 563-564)

روزہ کے چند مسائل

روزہ کے بارہ میں کچھ باتیں حضور علیہ السلام سے دریافت بھی کی گئیں جن کے حضورؑ نے فیصلہ کن جوابات دیئے۔ وہ درج ذیل ہیں:

ایک شخص کا سوال حضرت صاحب کی خدمت میں پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا: جائز ہے۔

اسی طرح ایک اور سوال پیش ہوا کہ حالت روزہ میں سر کو یا ڈاڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا: جائز ہے۔

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے کہ نہیں؟

فرمایا: جائز ہے۔

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار آنکھوں میں سرمہ ڈالے یا نہ ڈالے؟

فرمایا: مکروہ ہے اور ایسی ضرورت کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے۔

(البدر۔ مورخہ 7 فروری 1907ء صفحہ 4)

سوال پیش ہوا کہ بے خبری میں کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

فرمایا: کہ بے خبری میں کھایا پیا تو اس پر اس روزے کے بدلے میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔ (الحکم۔ مورخہ 24 فروری 1907ء)

ایک شخص کا حضرت صاحب کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے دن روزہ رکھنا ضروری ہے کہ نہیں؟

فرمایا: ضروری نہیں ہے۔

اسی طرح سوال پیش ہوا کہ محرم کے پہلے دس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے کہ نہیں؟

فرمایا: ضروری نہیں ہے۔

(البدر۔ مورخہ 14 مارچ 1907ء، صفحہ 5)

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا پی کر روزہ کی نیت کی۔ مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی۔ اب میں کیا کروں۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا۔

(البدر۔ مورخہ 14 فروری 1907ء، صفحہ 8)

ایک شخص نے سوال کیا کہ میں نے آج سے پہلے روزہ نہیں رکھا اس کا کیا فدیہ ادا کروں؟

فرمایا: خدا ہر شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گذشتہ کا فدیہ دیدو اور آئندہ عہد کرو کہ سب روزے ضرور رکھوں گا۔

(البدر۔ مورخہ 16 جنوری 1903ء، صفحہ (91/98))

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ کی نسبت فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔

(البدر۔ نمبر 6 صفحہ 39 مورخہ 26 ستمبر 1907ء، صفحہ 7)

فدیہ رمضان کے متعلق فرمایا:

خواہ اپنے شہر میں کسی مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے۔ (البدر۔ مورخہ 7 فروری 1907ء، صفحہ 4)

سوال پیش ہوا کہ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جب کہ کام کی کثرت مثلِ تخم ریزی و درودگی ہوتی ہے ایسے ہی مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟

فرمایا: اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب یسر ہو رکھ لے۔ (البدر۔ مورخہ 26 ستمبر 1907ء، صفحہ 7)

ایک سوال کے جواب میں کہ جہاں چھ ماہ تک سورج نہیں چڑھتا روزہ کیونکر رکھیں؟

فرمایا: اگر ہم نے لوگوں کی طاقتوں پر ان کی طاقتوں کو قیاس کرنا ہے تو انسانی قویٰ کی جڑھ جو حمل کا زمانہ ہے مطابق کر کے دکھلانا چاہئے۔ پس ہمارے حساب کی اگر پابندی لازم ہے تو ان بلاد میں صرف ڈیڑھ دن میں حمل ہونا چاہیئے اور اگر ان کے حساب کی تو دوسو چھیاسٹھ برس تک بچہ پیٹ میں رہنا چاہئے اور یہ ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ حمل صرف ڈیڑھ دن تک رہتا ہے لیکن دوسو چھیاسٹھ برس کی حالت میں یہ تو ماننا کچھ بعید از قیاس نہیں کہ وہ چھ ماہ تک روزہ بھی رکھ سکتے ہیں کیونکہ ان کے دن کا یہی مقدار ہے اور اس کے مطابق ان کے قویٰ بھی ہیں۔

(جنگ مقدس۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 277)

لیلۃ القدر کی علامات

قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ رمضان کی لیل القدر کی بابت حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس کی پہچان یہ ہے کہ اس رات کچھ بادل یا ترشح بھی ہوتا ہے اور کچھ آثار انوار و برکات سماویہ کے محسوس ہوتے ہیں۔

(سیرت المہدی۔ جلد اول، روایت نمبر 594، صفحہ 565)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحبؓ سنوری نے کہ .. میں نے حضرت صاحب سے سنا ہوا تھا کہ جب رمضان کی ستائیس (27) تاریخ اور جمعہ مل جاویں تو وہ رات یقیناً شب قدر ہوتی ہے۔ (سیرت المہدی۔ جلد اول، روایت نمبر 100، صفحہ 73)

نفلی روزے

قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہؓ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جوانی کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں مجھے معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے پھر میں نے چھ ماہ لگاتار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔ صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تھا تو میں کسی حاجت مند کو دے دیتا تھا اور شام کا خود کھا لیتا تھا۔ میں نے حضرت والدہ صاحبہؓ سے پوچھا کہ آخر عمر میں بھی آپؑ نفلی روزے رکھتے تھے یا نہیں۔ والدہ صاحبہؓ نے کہا کہ آخر عمر میں بھی آپؑ روزے رکھا کرتے تھے۔ خصوصاً شوال کے چھ روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے۔ اور جب کبھی آپؑ کو کسی خاص کام کے متعلق دعا کرنا ہوتی تھی تو آپؑ روزہ رکھتے۔ ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت صاحب نے روزوں کا زمانہ آٹھ نو ماہ بیان کیا ہے۔)

(سیرت المہدی۔ جلد اول، روایت نمبر 18، صفحہ 14)

رمضان اور شوق عبادت

قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہؓ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپؑ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپؑ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا۔ اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپؑ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپؑ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپؑ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپؑ کو دورہ پڑا اور آپؑ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپؑ نے سب روزے رکھے۔ مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپؑ نے ابتدا دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہؓ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپؑ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اس لئے جب آپؑ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پھر دوسرے رمضان تک ان کے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(سیرت المہدی۔ جلد اول، روایت نمبر 81، صفحہ 59)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزہ کے بارہ میں تفصیل سے رہنمائی فرمائی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے مامور کے پاک ارشادات کو پورے طور پر مدنظر رکھ کر روزہ کی عبادت بجا لائیں تا کہ ہم روحانی ترقی اور رضا الٰہی حاصل کر سکیں۔ آمین!

ہے سراپا برکتوں کا ماہِ رمضاں مرحبا

محترمہ بشریٰ سعید عاطف صاحبہ

لایا ہے پیغامِ بخشش ماہِ رمضاں مرحبا
نذر کرتی ہوں تجھے اپنے دل و جاں مرحبا

رحمتوں کی بارشوں کا موسمِ فرحت نواز
ہو مبارک خلق کو اِصلاحِ ایماں مرحبا

اس مہینے میں دیا رب نے ہمیں منشورِ دیں
نسخہ ہائے زندگی اترا ہے قرآں مرحبا

مانگ سکتا ہے تو ناداں مانگ لے باغِ ارم
ہے قریبِ ہر رگِ جاں شانِ یزداں مرحبا

روزہ داروں کو وہ دے گا اپنے دستِ خاص سے
بانٹ دے گا رحمتوں کو ساری رحماں مرحبا

ان شبِ عصیاں کی کالی اندھی راتوں کے لیے
رکھ دی ہے ایمان کی شمعِ فروزاں مرحبا

رب کا ہے احسان بشریٰ یہ مبارک ہر گھڑی
ہے سراپا برکتوں کا ماہِ رمضاں مرحبا

اگر تمہیں معلوم ہوتا
کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو

الحمدللہ کہ ہمیں اپنی زندگی میں ایک اور رمضان کے مہینہ میں سے گزرنا نصیب ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری امت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو

(فرمودہ خطبہ جمعہ 2 رجون 2017ء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عائلی زندگی

مکرم مولانا اخلاق احمد انجم صاحب

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا ؁

(سورۃ الاحزاب 22:33)

ہمارے نبیؐ تمام دنیا کے لئے اسوہ حسنہ ہیں اور آپؐ کی پاک اور مقدس زندگی کے کل واقعات عملی تعلیمات کا مجموعہ ہیں۔ جس طرح پر قرآن کریم خدا تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور قانونِ قدرت اس کی فعلی کتاب ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بھی ایک فعلی کتاب ہے جو گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے۔ کَانَ خُلُقُہُ الۡقُرۡاٰن ۔ ہماری بھلائی اور خوبی یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو آپؐ کے نقش قدم پر چلیں اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ آپؐ کی پاک زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو علم ہو گا کہ آپؐ کتنے خلیق تھے۔ عائلی زندگی میں آپؐ کا نمونہ کتنا بے مثال ہے۔

نبی کریمؐ کو اپنی زوجہ اول حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت تھی۔ جب نماز فرض ہوئی اور فرشتہ نے آپؐ کو وضو کا طریق سکھایا تو حضورؐ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور ان کو وضو اور نماز کا طریق سکھایا۔ پھر دونوں نے وضو کیا اور اکٹھی نماز ادا کی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی آپؐ نے کئی سال تک دوسری بیوی نہیں کی اور ہمیشہ محبت اور وفا کے جذبات کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا محبت بھرا سلوک یاد کیا۔ آپؐ کی ساری اولاد جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھی اس کی تربیت و پرورش کا خوب لحاظ رکھا۔ نہ صرف ان کے حقوق ادا کئے بلکہ خدیجہؓ کی امانت سمجھ کر ان سے کمال درجہ محبت فرمائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہالہ کی آواز کان میں پڑتے ہی کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے اور خوش ہو کر فرماتے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہالہ آئی ہے۔ گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو اُس کا گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں میں بھجوانے کی تاکید فرماتے۔ الغرض آپؐ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفاؤں کے تذکرے کرتے تھکتے نہ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ’’مجھے کبھی کسی زندہ بیوی کے ساتھ اتنی غیرت نہیں ہوئی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہوئی حالانکہ وہ میری شادی سے تین سال قبل وفات پا چکی تھیں۔ کبھی تو میں اُکتا کر کہہ دیتی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اتنی اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں اب اس بڑھیا کا ذکر جانے بھی دیں۔‘‘ آپؐ فرماتے: نہیں نہیں خدیجہؓ اس وقت میری سپر بنیں جب میں بے یار و مددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہو گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلایا۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل، فضائل خدیجہ۔ صحیح بخاری۔ کتاب الادب، باب حسن العہد من الایمان۔ مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 118)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً پندرہ سال کا طویل عرصہ گزارنے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلی وحی کے موقع پہ جو گواہی دی، جب وحی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پریشان تھے کہ کیا ہو گیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاؓ نے عرض کیا کہ بخدا اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپؐ صلہ رحمی کرتے اور رشتہ داروں سے حسن سلوک فرماتے ہیں اور غریبوں ناداروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور معدوم ہو جانے والی نیکیوں کو زندہ کرنے والے ہیں۔ یعنی جو نیکیاں ختم ہو گئی ہیں ان کو دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں اور سچ بولنے کے نتیجہ میں پیش آنے والی مشکلات کے باوجود حق کے ہی معین و مددگار ہیں۔ یعنی سچی بات ہی کہتے ہیں۔ اور مہمان نواز بھی ہیں۔

(بخاری بدء الوحی کیف کان بدء الوحی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عائلی اور گھریلو زندگی کے بارہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت ملاحظہ فرمائیے:
أَلْيَنَ النَّاسِ وَ أَكْرَمَ النَّاسِ نبی کریمؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم۔ عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے۔ آپؐ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے۔ نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آپؐ نے کبھی اپنی کسی بیوی پر ہاتھ اٹھایا نہ کبھی کسی خادم کو مارا۔

(جامع ترمذی)

وَاَحۡسَنُ مِنۡکَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَیۡنِیۡ
وَ اَجۡمَلُ مِنۡکَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَآءِ

کہ تجھ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی تجھ سے زیادہ خوبصورت بچہ کسی عورت نے جنا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ:

خُلِقۡتَ مُبَرَّءً مِنۡ کُلِّ عَیۡبٍ
کَاَنَّکَ قَدۡ خُلِقۡتَ کَمَا تَشَآءُ

کہ آپؐ ہر عیب و نقص سے پاک بنائے گئے گویا کہ آپؐ اپنی مرضی سے اور جس طرح آپؐ نے چاہا اس عالم میں تشریف لائے۔

خانگی امور کی ادائیگی میں آپ کا نمونہ بھی بے نظیر ہے۔ باوجودیکہ تمام دنیا کی ہدایت اور تبلیغ کی اہم ذمہ داری آپؐ کے کندھوں پر تھی۔ بندوں کے حق ادا کرنے کے علاوہ آپؐ کو اپنے مولیٰ کی عبادت کی ذمہ داریاں بھی تھیں۔ لیکن گھر کے کام کاج میں دوسری ذمہ داریوں کی وجہ سے کوئی کمی واقع نہیں ہونے دیتے تھے۔ آپؐ گھریلو ذمہ داریوں کو بھی اتنا ہی اہم سمجھتے تھے جیسا کہ دوسری ذمہ داریوں کو۔ گھر میں موجودگی کے دوران آپؐ ازواج مطہراتؓ کے شانہ بشانہ گھر کے معمولی کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ انسانی عقل حیران ہوتی ہے کہ دنیا کا سب سے معمور الاوقات وجود جس سے بڑھ کر مصروفیت کا تصور بھی ممکن نہیں وہ گھر میں ایک ایک لمحہ کو اہل خانہ کے لئے خوشگوار اور یادگار بناتا ہے۔ اور ازواج مطہراتؓ قطرہ قطرہ آپؐ کی محبت کشید کرتی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ وسلم گھر کے جو کام کرتے تھے ان کا نقشہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس طرح کھینچا ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپؐ

گھر پر ہوتے گھر والوں کی خدمت اور مدد میں مصروف رہتے یہاں تک کہ آپؐ کو نماز کا بلاوا آتا اور آپؐ مسجد تشریف لے جاتے۔
(صحیح بخاری)

مزید آتا ہے کہ آپؐ کپڑے خود سی لیتے۔ جوتے مرمت کر لیتے۔گھر کا ڈول وغیرہ خود مرمت کر لیتے۔اگر بیوی آٹا گوندھ رہی ہوتی تو پانی لا دیتے۔کھانا تیار ہو رہا ہوتا تو چولہے میں لکڑیاں ڈال دیتے۔کیا ہی اعلیٰ نمونہ ہے۔کتنی زیادہ گھریلو معاملات میں دلچسپی ہے کہ گھر کے کام کاج بھی کر رہے ہیں اور دوسری مصروفیات میں بھی حصہ لے رہے ہیں۔آپؐ نے فرمایا ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَهْلِهِ ۔تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہت اچھا ہے اور میں تم سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ سے حسن سلوک کرنے والا ہوں۔جامع ترمذی میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر مومن مرد اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے اس کا بھی ثواب ملے گا۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عائلی زندگی کے حوالہ سے فرماتی ہیں کہ آپؐ گھر میں انتہائی محبت اور شفقت سے رہتے تھے اور چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو درگزر فرماتے اور پیار سے اصلاح بھی کرتے۔

گھر میں کام کاج کے ساتھ اپنی ازواج مطہراتؓ کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں میں شامل ہوتے اور اسے کبھی وقت کا ضیاع نہ سمجھتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب میں بیاہ کر آئی تو میں حضور ﷺ کے گھر میں بھی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی تھیں۔جو میرے ساتھ مل کر گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں۔جب حضور ﷺ گھر تشریف لاتے (اور ہم کھیل رہی ہوتیں) تو میری سہیلیاں حضور ﷺ کو دیکھ کر ادھر ادھر کھسک جاتیں لیکن حضور ﷺ ان سب کو اکٹھا کر کے میرے پاس لے آتے اور پھر وہ میرے ساتھ مل کر کھیلتی رہتیں۔
(صحیح بخاری۔کتاب الادب، باب الانبساط الی الناس، حدیث نمبر 56)

ایک عید کے موقع پر اہل حبشہ مسجد نبوی ﷺ کے وسیع دالان میں جنگی کرتب دکھا رہے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کیا تم بھی یہ کرتب دیکھنا پسند کرو گی اور پھر ان کی خواہش پر انہیں اپنے پیچھے کر لیتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ دیر تک آپؐ کے کندھے پر ٹھوڑی رکھے آپؐ کے رخسار کے ساتھ رخسار ملا کر یہ کھیل دیکھتی رہیں آپ ﷺ بوجھ سہارے کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود تھک گئی۔آپؐ فرمانے لگے اچھا کافی ہے تو اب گھر چلی جاؤ۔
(صحیح بخاری۔کتاب العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید، حدیث نمبر 897)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آنحضرتؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑے بھی ہیں۔ایک مرتبہ آپؐ آگے نکل گئے اور دوسری مرتبہ خود نرم ہو گئے تا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل جائیں اور وہ آگے نکل گئیں۔اسی طرح پر یہ بھی ثابت ہے کہ ایک بار کچھ حبشی آئے جو تماشہ کرتے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تماشا دکھایا۔'' (ملفوظات۔ جلد4،صفحہ46)

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حسن سلوک اور شفقت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 23؍جنوری 2004ء میں فرماتے ہیں:

''بعض دفعہ گھروں میں میاں بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تلخ کلامی ہو جاتی ہے۔تلخی ہو جاتی ہے۔مرد کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ مضبوط اور طاقتور بنایا ہے اگر مرد خاموش ہو جائے تو شاید اسّی فیصد سے زائد جھگڑے وہیں ختم ہو جائیں۔... صرف ذہن میں رکھنے کی بات ہے کی میں نے حسنِ سلوک کرنا ہے اور صبر سے کام لینا ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارہ میں ہمیں کیا اسوہ دکھایا۔روایت ہے کہ ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تیز تیز بول رہی تھیں کہ اوپر سے ان کے ابا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔یہ حالت دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا اور اپنی بیٹی کو مارنے کے لئے آگے بڑھے کہ تو خدا کے رسولؐ کے آگے اس طرح بولتی ہو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھتے ہی باپ اور بیٹی کے درمیان حائل ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متوقع سزا سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بچا لیا۔جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ازراہِ مذاق فرمایا۔دیکھا آج ہم نے تمہیں تمہارے ابا سے کیسے بچایا؟ تو دیکھیں یہ کیسا اعلیٰ نمونہ ہے کہ نہ صرف خاموش رہ کر جھگڑے کو ختم کرنے کی کوشش کی بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد تھے ان کو بھی یہی کہا کہ عائشہؓ کو کچھ نہیں کہنا اور پھر فوراً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مذاق کر کے وقتی بوجھل پن کو بھی دور فرما دیا۔''
(سنن ابوداؤد۔کتاب الادب، باب ماجاء فی المزاح)

اسی طرح کا ایک واقعہ تاریخ میں درج ہے جو ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشفقانہ سلوک کا ہے۔ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔انہوں نے کوئی ایسی بات کہی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناگوار گزری اور انہوں نے ذرا تلخ لہجے میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دخل دینے سے منع کیا تو رسول خداؐ نے فرمایا ''عمرؓ ان کو کچھ مت کہو یہ اوّاہ ہیں'' یعنی بہت عبادت گزار ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بہت ناز اٹھاتے تھے۔ایک دفعہ ان سے فرمانے لگے کہ عائشہؓ میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ کیسے؟ فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو اپنی گفتگو میں ربّ محمد کہہ کر قسم کھاتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو ربّ ابراہیم علیہ السلام کہہ کر بات کرتی ہو۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ہاں یا رسول اللہ! یہ تو ٹھیک ہے۔مگر بس صرف زبان سے ہی آپؐ کا نام چھوڑتی ہوں دل سے تو آپؐ کی محبت نہیں جا سکتی۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 23؍جنوری 2004ء)

آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ''عائش'' کہہ کر پکارتے تھے۔ایک دفعہ سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ بدک گیا اور ان کو لے کر ایک طرف بھاگا تو آپؐ گھبرا گئے اور بے اختیار زبان سے نکلا: ''واعروساہ'' ہائے میری دلہن اور پھر جب اونٹ رک گیا تو آپؐ بھی پرسکون ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کے ساتھ پیدل چلتے رہتے اور آپؐ سے باتیں کرتے رہتے اور اگر سوار ہونا ہوتا تو آپؐ کے اونٹ پر ہی سوار ہو جاتے۔

پیغمبر اسلامؐ نے جملہ گیارہ شادیاں کیں اور بیک وقت نو بیویاں آپؐ کے ساتھ تھیں۔آپؐ کا معمول تھا کہ جب مدینہ میں ہوتے تو عصر کی نماز کے بعد تمام ازواج مطہراتؓ کے پاس جاتے اور ہر ایک کی ضرورت معلوم کرتے اور اس کی تکمیل فرماتے،ازواج مطہراتؓ کے بین شب باشی کی باری متعین ہوتی،گو آپؐ پر اس کی پابندی شرعاً لازم نہیں تھی،لیکن آپؐ خود پوری سختی کے ساتھ اس کا اہتمام کرتے۔ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی

باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہبہ کر دیا۔ حضورؐ معمول اور باری کے مطابق حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود ہیں حضورؐ نے فرمایا: تم کہاں؟ یہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: یہ تو اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ ازواج مطہراتؓ کے مابین انصاف کا خیال اور اس سلسلے میں عنداللہ جواب دہی کا احساس اتنا شدید تھا کہ اللہ رب العزت سے دعا کرتے تھے۔ آپؐ کا معمول تھا کہ جب سفر پر روانہ ہوتے تو ازواج مطہراتؓ کے درمیان قرعہ اندازی کرتے جس کا نام قرعہ میں نکل آتا ان کو ساتھ لے جاتے۔

تو یہ ہے حسن سلوک کا نمونہ جو ہمارے آقا و مولیٰ نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ پھر دیکھیں کہ آپؐ کے بارہ میں آتا ہے کہ اگر آپؐ دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے بغیر کھانا یا دودھ خود تناول فرما لیتے۔ احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ہے کہ گھر میں داخل ہوتے ہی بلند آواز سے السلام علیکم کہتے اور رات کے وقت آئیں تو سلام ایسی آہستگی سے فرماتے ہیں کہ بیوی جاگتی ہو تو سن لے اور سو گئی ہو تو جاگ نہ پڑے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس خوبصورت نمونہ پر۔ اس اسوہ پر عمل کرتے ہیں؟ بعض ایسی شکایات بھی آتی ہیں کہ ایک شخص گھر میں کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے۔ پیاس لگی تو بیوی کو آواز دی کہ فریج میں سے پانی یا جوس لا کر مجھے پلا دو۔ حالانکہ قریب ہی فریج پڑا ہوا ہے خود نکال کر پی سکتے ہیں۔ اور اگر بیوی بیچاری اپنے کام کی وجہ سے یا مصروفیت کی وجہ سے یا کسی وجہ سے لیٹ ہو گئی تو پھر اس پر گرجنا برسنا شروع کر دیا تو ایک طرف تو دعویٰ یہ ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے اور دوسری طرف عمل کیا ہے ایک ادنیٰ سے اخلاق کا بھی مظاہرہ نہیں کرتے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2؍جولائی 2004ء)

آپؐ کا ازواج مطہراتؓ سے محبت کا جو عالم تھا اس کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیالے میں پانی پی رہی تھیں، حضورؐ نے دیکھا تو فرمایا: حمیرہؓ! میرے لیے بھی پانی بچا لینا، (حمیرہ کا معنی ہے سرخ وسفید، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رب تعالیٰ نے خوبصورتی سے نوازا ہوا تھا، ہر وقت چہرے پر لالی و سفیدی رہتی تھی، تو نبی پاکؐ نے پیار سے حمیرہ نام رکھا ہوا تھا، چنانچہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پانی بچایا تو آپؐ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: عائشہؓ! تم نے کہاں پر لب لگا کے پیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جگہ بتائی کہ یہاں سے، تو آپؐ نے پیالے کا رخ پھیرا اور جہاں سے حضرت عائشہؓ نے پانی پیا تھا، آپؐ نے بھی اپنے لب مبارک اسی جگہ لگا کے پانی نوش فرمایا۔

(صحیح مسلم)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ گوشت کی ہڈی کو وہاں لب مبارک رکھ کر بھی آپؐ نے کھایا جہاں سے حضرت عائشہؓ نے کھایا۔

ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہو گیا۔ آنحضورؐ نے کمال شفقت سے اس ہار کی تلاش کے لئے کچھ لوگ بھجوائے۔ اسلامی لشکر کو اس جگہ پڑاؤ کرنا پڑا جہاں پینے کے لئے پانی میسر نہ تھا نہ وضو کے لئے۔ ایسی صورت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ تم ہر سفر میں ہی مصیبت اور تکلیف کے سامان پیدا کرتی ہو۔ مگر نبی کریمؐ نے کبھی ایسے موقع پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا خواہ ان کی وجہ سے آپؐ کو پورے لشکر کے کوچ کا پروگرام بدلنا پڑا اور تکلیف بھی اٹھانی پڑی۔

حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی ازواج مطہراتؓ کو بھی اپنے ساتھ لے کر گئے تھے، ابھی راستے ہی میں تھے کہ ایک آدمی اتر کر ازواج مطہراتؓ کی سواریوں کو تیزی سے ہانکنے لگا، نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ان آبگینوں (عورتوں) کو آہستہ ہی لے کر چلو دوران سفر سیدہ صفیہؓ کا اونٹ بدک گیا، ان کی سواری سب سے عمدہ اور خوبصورت تھی، وہ رونے لگیں، نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو معلوم ہوا تو تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے ان کے آنسو پونچھنے لگے اور انہیں چپ کروانے لگے۔

پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے بارہ میں روایت ہے کہ جنگ خیبر سے واپسی پر آنحضرت ﷺ نے اونٹ پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے خود جگہ بنائی۔ آپؐ نے جو عبا زیب تن کر رکھا تھا اسے اتار کر اور تہہ کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھا دیا۔ پھر ان کو سوار کرتے ہوئے آپؐ نے اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا۔ اور فرمایا کہ اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ (صحیح بخاری۔ کتاب المغازی، باب غزوۂ خیبر)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

تو دیکھیں کس طرح آپؐ نے بیویوں کا خیال رکھا۔ یہ نمونے آپؐ نے ہمیں عمل کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ آج کل بعض لوگ صرف اس خیال سے بیویوں کا خیال نہیں رکھتے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ بیوی کا غلام ہو گیا ہے۔ بلکہ حیرت ہوتی ہے بعض لڑکوں کے، مردوں کے بڑے بزرگ رشتہ دار بھی بچوں کو کہہ دیتے ہیں کہ بیوی کے غلام نہ بنو۔ بجائے اس کے کہ آپس میں ان کی محبت اور سلوک میں اضافہ کرنے کا باعث بنیں۔ اپنے لئے کچھ اور پسند کر رہے ہوتے ہیں، دوسروں کے لئے کچھ اور پسند کر رہے ہوتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2؍جولائی 2004ء)

پھر ازواج مطہراتؓ کا دل بہلانے کے لئے کہانیاں بھی سنایا کرتے تھے۔ آپؐ نے بیویوں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ایک جائز اور نہایت مرغوب چیز استعمال نہ کرنے کا عہد کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم پر وہ عہد توڑ دیا۔

ایک دفعہ آپؐ اپنی ایک زوجہ کے ہاں تھے کہ اس زوجہ نے آپؐ کو شہد پلایا چونکہ شہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت مرغوب (پسند) تھا۔ آپ گو وہاں کچھ دیر ہو گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے از راہِ غیرت رسول خداؐ سے کہا کہ آپؐ کے منہ سے ایک خاص بوٹی کا رس چوسنے والی مکھی کے شہد کی بدبو آ رہی ہے۔ آپؐ نے دونوں بیویوں کے جذبات کی خاطر شہد ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کا عزم کر لیا اور فرمایا کہ اب میں کبھی شہد نہ پیؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ارشاد فرمایا کہ اے نبی! محض اپنی بیویوں کی رضا کی خاطر اللہ کی حلال چیزوں کو کیوں حرام کرتے ہو۔ اللہ نے تم پر اپنی قسمیں کھولنا لازم کر دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ناجائز وعدہ کو توڑنا اور اصلاح کرنا ضروری ہے۔ آنحضرتؐ نے قسم کھائی تھی کہ وہ شہد نہ کھائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایسی قسم کو توڑ دیا جاوے۔'' (ملفوظات۔ جلد5، صفحہ 231۔ نیو ایڈیشن)

یہ یاد رکھیں کہ اس پیار اور محبت کے باوجود آپؐ نے تربیت کے پہلو کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا۔ جہاں ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ایک دوسرے میں جذبہ غیرت کا پیدا ہو جانا ایک طبعی امر ہے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جذبات کی قربانی دے کر معاملات کو سلجھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ رسول کریمؐ کی باری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تھی اور کسی

دوسری بیوی کے گھر سے کھانا تحفۃً آ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسول اللہؐ سے محبت اور طبعی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ان کی باری میں کوئی اور بیوی حضورؐ کی خدمت کا شرف پائے۔ آپؓ نے غصے سے وہ پیالہ زمین پر دے مارا جس پر کھانا بھی گر گیا اور پیالہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ آنحضرتؐ کا پیارا اسوہ دیکھو۔ آپؐ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کوئی سختی نہیں فرمائی خود آپؐ زمین پر بیٹھ گئے اور کھانا جمع کرنا شروع کر دیا اور اس برتن کے ٹکڑے اپنے ہاتھوں سے اکٹھے کئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اب ویسا ہی پیالہ اپنے گھر سے بھجواؤ جیسا کہ تم نے توڑا ہے۔ چنانچہ آپؓ نے ویسا ہی برتن بھجوایا۔ (سنن نسائی)

پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارہ میں آتا ہے کہ ایک دفعہ جب نبی کریمؐ گھر تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا صفیہؓ! کیا ہوا۔ کیوں رو رہی ہو۔ تو آپؓ نے بتایا کہ مجھے حفصہؓ نے یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا حفصہؓ! خدا سے ڈرو پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا تم نے اس کو یہ جواب کیوں نہ دیا کہ تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمہارا چچا نبی ہے اور تم نبی کی بیوی ہو۔ بھلا حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم پر کیسے فخر کر سکتی ہے۔ اس طرح آپؐ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ان کو خوش بھی کر دیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی بات سمجھادی۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی چھنگلی دکھا کر ان کو پست قد ہونے کا طعنہ دیا تو نبی کریمؐ نے اس پر بہت سرزنش کی اور فرمایا یہ ایسا سخت کلمہ تم نے کہا ہے کہ تلخ سمندر کے پانی میں بھی اس کو ملا دیا جائے تو وہ اور کڑوا ہو جائے۔ (صحیح بخاری) گویا آپؐ نے لَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ کے حکم کی سختی سے پابندی فرمائی۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھیر یا حلوہ بنایا جو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پسند نہ آیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھانے کے لئے اصرار کیا لیکن انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ مالیدہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ پر لیپ کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو دیکھ کر محظوظ بھی ہوئے لیکن فرمایا کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ پورا حق ہے کہ اگر وہ چاہیں تو وہ مالیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ پر مل سکتی ہیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی وہ مالیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ پر مل دیا اور رسول اللہؐ دیکھ کر مسکراتے رہے۔

اس سے آنحضرتؐ کی سیرت کے یہ تین پہلو نمایاں ہوتے ہیں کہ باوجود یکہ آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ آپؐ نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حسن سلوک فرمایا اور ان کے جذبات کا خیال رکھا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربیت بھی فرمائی اور تیسرے یہ کہ بیویوں میں عادلانہ فیصلہ فرمایا۔

پھر اہل خانہ کو عبادت اور نیکیوں کے قیام کی ہمیشہ تلقین فرماتے اور تہجد اور نماز فجر کے لئے بھی اٹھاتے۔

آپؐ کھانے پینے، پہننے، گزارہ اور ملاقات میں ہر ایک بیوی کے ساتھ مساوی سلوک فرماتے۔ عموماً بعد نماز عصر ہر ایک بیوی کے مکان پر تشریف لے جا کر ان کی ضروریات معلوم فرماتے اور بعض دفعہ سب بیویوں سے ایک مکان میں مختصر ملاقات فرماتے اور نوبت بہ نوبت ہر ایک کے گھر میں استراحت فرمایا کرتے۔ کسی حال میں بھی ایک بیوی کو دوسری کی حق تلفی کی اجازت نہیں دیتے اور ان بے خطا تدبیروں کے ساتھ پرسوز دعاؤں کے تیر بھی شامل ہیں۔ ہمیشہ یہ دعا زبان مبارک پر جاری رہتی ہے کہ اے میرے اللہ! میری یہ تقسیم اس دائرہ میں ہے جس میں مجھے اختیار ہے یعنی اپنے دائرہ اختیار میں میں اپنی تمام ازواج سے انصاف کا سلوک کرتا ہوں مجھے ان باتوں میں ملامت نہ کرنا جن میں میرا کوئی بس نہیں چلتا۔

(جامع ترمذی)

سُجُحٌ کَرِیْمٌ بَاذِلٌ خِلُّ التُّقٰی
خِرْقٌ وَّفَاقَ طَوَائِفَ الْفِتْیَانِ

آپؐ خوش خلق۔ معزز سخی تقویٰ کے دوست۔ فیاض اور جوان مردوں کے گروہوں پر فوقیت رکھنے والے ہیں۔

فَاقَ الْوَرٰی بِکَمَالِہٖ وَ جَمَالِہٖ
وَ جَلَالِہٖ وَ جَنَانِہِ الرَّیَّانِ

آپؐ ساری خلقت سے اپنے کمال اور اپنے جمال اور اپنے جلال اور اپنے شاداب دل کے ساتھ فوقیت لے گئے ہیں۔

لَا شَکَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَیْرُالْوَرٰی
رِیْقُ الْکِرَامِ وَ نُخْبَۃُ الْاَعْیَانِ

بے شک محمدؐ خیر الوریٰ معززین میں سے برگزیدہ اور سرداروں سے منتخب وجود ہیں۔

اختصار کے پیش نظر عائلی زندگی کے چند ہی گوشے ذکر کئے گئے ورنہ تفصیل کے لیے تو سفینے چاہئیں ''بہ حیثیت شوہر'' اور سربراہِ خاندان آپؐ نے جو اسوۂ حسنہ امت کے لیے پیش فرمایا وہ اسلامی تاریخ کا گراں بہا سرمایہ اور سیرتِ طیّبہ کا روشن حصہ ہے۔ آپؐ کی سیرت و کردار کا یہ گوشہ بھی امت کے لیے ایک روشن مثال اور رفیقِ حیات کی حیثیت سے ہر شوہر اور سربراہِ خانہ کے لیے لائقِ تقلید ہے۔

اگر آج کے مسلمان مرد بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اسوہ کو اپنے لیے نمونہ بنالیں تو نہ طلاق کی کبھی نوبت آئے نہ خلع کی بلکہ اطمینان و عافیت کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر ہوتی رہے اور سکون و راحت، شادمانی و مسرت سے ہمارے گھر جنت نشاں بن جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں آپؐ کی زندگی میں دیکھو کہ آپؐ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تمہیں معلوم ہو کہ آپؐ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپؐ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپؐ کو کھڑا کرتی تھی تو آپؐ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔''

(ملفوظات۔ جلد 2، صفحہ 387۔ الحکم 10/اپریل 1903)

روزے محاسبۂ نفس اور گزشتہ گناہوں سے معافی کا ذریعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری۔ کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتساباً من الایمان، حدیث 38)

رمضان المبارک کے فضائل اور تقویٰ میں بڑھنے کا ذریعہ

مکرم شین۔الف۔حمید صاحب

رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی خاتم اور کامل شریعت کا نزول ہوا اور ایک مومن کے لیے اپنی روحانی، اخلاقی اور دیگر کمزوریوں کو دور کرنے کا اہم ترین موقع ہے اور رحمت، بخشش اور نجات پانے کا ایک سنہری موقع ہے۔

رمضان المبارک کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (سورۃ البقرۃ 2:184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے خطبہ جمعہ مورخہ 14 ستمبر 2007ء میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ روزے جو تم پر فرض کئے گئے ہیں یہ روحانیت میں ترقی اور تقویٰ میں بڑھنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں اور دنیا میں پہلے بھی انبیاء کے ماننے والوں کی روحانی ترقی کے لئے، ان کے تزکیہ نفس کے لئے، ان کو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے یہ فرض کئے گئے تھے۔ پس یہ ایک اہم حکم ہے۔ اس کی پابندی ہی ہے جو ہمیں تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرنے والی بنائے گی۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 5 اکتوبر 2007ء، صفحہ 5)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: صُوْمُوْا تَصِحُّوْا یعنی روزے رکھو، صحت مند ہو جاؤ گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لیے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزے ڈھال ہیں جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے اور اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ میں تو روزے دار ہوں۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الصوم، باب ھل یقول انی صائم اذا شتم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ، فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ

یعنی جب رمضان شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب فضل شھر رمضان)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔''

(الحکم۔ جلد 11، نمبر 2، مورخہ 17 جنوری 1907ء، صفحہ 9)

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ بدیوں کو ترک کرنے کے لیے ایک خاص قسم کا ماحول سازگار ہوا کرتا ہے اور یہ ماحول رمضان کے مہینے میں بدرجہ اتم میسر آتا ہے پس لوگوں کو چاہئے کہ رمضان کے مہینے میں اپنے نفس کا مطالعہ کر کے اپنی کسی بدی کو ترک کرنے کا عہد کریں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 27 اپریل 1988ء)

پھر رمضان المبارک کی فضیلت کو یہ حدیث مزید واضح کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

رمضان کا مہینہ بابرکت مہینہ ہے کہ اس کے ابتدا میں رحمت ہے اور درمیان میں مغفرت ہے اور آخر میں آگ سے نجات ہے۔

(مشکوٰۃ۔ کتاب الصوم)

غرض اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ہر دن کو ہمارے لیے مسرت اور اطمینانِ قلب اور تقویٰ میں ترقیات کرتے چلے جانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اور رمضان کے آخری عشرے کو رحمتِ الٰہی اور مغفرت کے حصول کی بنا پر جہنم سے آزادی کا باب بنا دیا۔

ان ایام میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر دعائیں قبول فرماتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کی توفیق دوسرے ایام کی نسبت اس ماہ میں زیادہ ملتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ عبادات کو صرف اس ماہ تک محدود نہیں کرنا چاہئے بلکہ رمضان میں کی گئی نیکیوں کو سارا سال جاری رکھنا چاہئے۔

اک تیس دن کا یارو مہمان آ رہا ہے
لے کر فیوض و برکت رمضان آ رہا ہے
ہر خاص و عام پی لے جامِ وصال مولا
لے کر لقا کا شربت رمضان آ رہا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اس رمضان کو اپنے لیے یادگار بنائیں اور راتوں کو قیام کریں۔

(باقی صفحہ 29)

رمضان شریف کے مبارک ایام میں مالی قربانیوں کی تحریک

مکرم خالد محمود نعیمؔ صاحب، نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا

رمضان المبارک میں انفاق فی سبیل اللہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور رمضان میں تو آپؐ کی سخاوت پہلے سے بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ اور آپؐ تیز ہواؤں سے بھی زیادہ جود و سخا کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری۔کتاب بدالوحی، حدیث نمبر 5)

زکوٰۃ

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کیا کرو گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے زکوٰۃ دے۔‘‘

(کشتی نوح۔روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 15)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زکوٰۃ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’ایک اہم چندہ ہے جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے ۔زکوٰۃ ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے۔عموماً اس کی طرف کم توجہ دی جاتی ہے۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔24 اگست 2004ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 31 مارچ 2006ء کو زکوٰۃ کے بارہ میں فرمایا:

’’یہ بنیادی حکم ہے۔جن پر زکوٰۃ واجب ہے اُن کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔پھر عورتوں کے زیورات ہیں اُن پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ ... یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہر حال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔21 اپریل 2006ء)

زکوٰۃ کا نصاب

زکوٰۃ ایسی جمع شدہ رقوم پر ہے جن پر ایک سال ہو جائے ۔موجودہ حالات میں زکوٰۃ کا نصاب کینیڈا کے لئے چھ ہزار چار سو ڈالر 6,400$ ہے ۔اگر اتنی رقم یا اتنی مالیت کے زیورات یا قیمتی دھاتیں کسی کے پاس ایک سال تک رہی ہوں تو ان کی مالیت پر اڑھائی فی صد (2.5%) زکوٰۃ واجب ہے۔سونے، چاندی وغیرہ قیمتی دھاتوں اور زیورات جو عام استعمال میں نہ ہوں، پر زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔

احباب اور خاص طور پر بہنوں سے درخواست ہے کہ اگر اُن پر زکوٰۃ واجب ہے تو وہ رمضان المبارک میں اپنی زکوٰۃ ادا کر دیں۔

صدقۃ الفطر

☆ فدیہ کی شرح پانچ کینیڈین ڈالر فی روزہ مقرر ہے۔

☆ کینیڈا میں فطرانہ کی شرح چار ڈالر فی کس ہے۔

☆ اسی طرح ہر کمانے والے کو کم از کم دس ڈالر فی کس عید فنڈ ادا کرنا چاہئے۔عید فنڈ بھی نماز عید سے قبل ادا کرنا چاہئے۔

یاد رہے کہ فدیہ، فطرانہ اور عید فنڈ وغیرہ کا مقصد کم وسائل والے احباب کو اشیائے خورد و نوش اور اخراجات عید اور پارچات وغیرہ کی ضروریات کے لئے رقم کی فراہمی ہے۔

اس لئے فدیہ، فطرانہ اور عید فنڈ وغیرہ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔تا کہ مستحق احباب تک جلد از جلد پہنچ سکے۔

چندہ جلسہ سالانہ

بعض دوست چندہ جلسہ سالانہ ہر ماہ باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے ۔یاد رہے کہ یہ حصہ آمد یا چندہ عام ادا کرنے والوں کے لئے سالانہ آمد کا 1/120 حصہ یا ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس بابرکت مہینہ میں صدقہ و خیرات اور دیگر مالی قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔آمین!

خلیفۂ وقت کی دعاؤں کا ثمر

محترمہ مدثرہ عباسی صاحبہ

مکرم عطاء الاوّل عباسی صاحب انچارج ایم ٹی اے کینیڈا

اے میرے اللہ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور احسن رنگ میں تیری عبادت کروں۔

(سنن ابوداؤد۔کتاب الوتر، باب فی الاستغفار)

اے اللہ! میرے پاس نہ تو وہ زبان ہے اور نہ ہی وہ الفاظ کہ اپنے پیارے خدا کا شکر ادا کر سکوں۔تحدیثِ نعمت کے طور پر میں کچھ لکھنے کی جسارت کر رہی ہوں۔

میرا بیٹا عطاء الاوّل عباسی 4 سال کی عمر سے وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہے۔ اس تحریک میں شامل ہونا بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا نہایت غیر معمولی شفقت اور پیار کا سلوک ہے۔ بیٹے کی پیدائش تحریک شروع ہونے سے 4 سال پہلے کی ہے۔ پیارے آقا، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1987ء میں اس بابرکت تحریک کا اعلان فرمایا تو اس وقت ہماری تیسری بیٹی کی پیدائش متوقع تھی۔ میرے شوہر محی الدین عباسی صاحب نے جو خط حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں لکھا اس کا مضمون کچھ اس طرح تھا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچوں کو وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم کے والد صاحبؓ اپنے دو بیٹوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا، حضورؓ آپ ان میں سے ایک کا ہاتھ تھام لیں تو میں وہ آپ کے حوالے کر دوں گا۔ تب حضرت صاحبؓ نے مولانا عبدالمالک خان صاحب کا ہاتھ تھام لیا۔

حضور ہماری خواہش ہے کہ ہم اپنے تمام بچوں کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیں جو اس تحریک وقفِ نو سے پہلے پیدا ہوئے ہیں اور جو بچے خدا تعالیٰ ہمیں بعد میں دے گا۔

وہ دن اور وہ لمحہ ہماری خوشی اور شکر و حمد کا دن تھا جب ہمیں حضورؒ کا دعاؤں بھرا خط موصول ہوا کہ آپ کے بچوں کا وقف منظور ہے۔

تحریکِ وقف نو سے قبل یعنی 1983ء میں بیٹا عطاء الاوّل اور بیٹی عطیۃ الباطن 1986ء میں پیدا ہو چکے تھے۔ دونوں بچے بھی اس بابرکت تحریک وقفِ نو میں شامل ہوئے۔ وقت آنے پر اپنی زندگی وقف کرنے کے لئے خود کو پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ الحمد للہ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ایم ٹی اے میں کام کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد حضور کی طرف سے تبشیر آفس کو ہدایت ملی کہ اس کو پروڈکشن میں ماسٹرز کروایا جائے، چونکہ بیٹے نے خواہش ظاہر کی تھی کہ ماسٹر کرنا چاہتا ہوں۔ اس طرح 2008ء میں ایم ایس سی ڈیجیٹل پروڈکشن میں ماسٹرز کیا۔ 2018ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیٹے کی تقرری بحیثیت ایم ٹی اے انچارج جرمنی فرمائی پھر اگست 2019ء میں پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق ایم ٹی اے انچارج کی حیثیت سے کینیڈا تقرری ہوئی۔ یوں یہ کینیڈا اپنی بیگم اور تین بچوں کے ساتھ منتقل ہو گئے۔

12/اپریل 2021ء کو مجھے اپنے بیٹے کا کینیڈا سے فون آیا، اس نے بتایا کہ اسے بخار ہو گیا ہے۔ آج کل بخار کا ہو جانا ایک نارمل بات نہیں سمجھی جاتی اس لئے میں نے فوراً کہا کہ اپنا کورونا ٹیسٹ کروالیں۔ جواب ملا کہ یہاں موسم بدل رہا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ موسمی بخار ہو لیکن میں نے اپنے آپ کو احتیاطاً سیلف آئیسولیٹ کر لیا ہے۔ ٹیسٹ بک کروایا تو چار دن بعد کی تاریخ ملی اور پھر اس کی رپورٹ آئی تو اس نے سخت پریشان کر دیا کیونکہ بدقسمتی سے میرا بیٹا اس وبا میں مبتلا ہو چکا تھا۔ انہیں نہیں معلوم کہ کیسے یہ ہوا جب کہ وہ بہت محتاط تھا۔ ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق دس دن کی آئسولیشن گھر پر مکمل کر لی مگر گیارھویں دن پھر بخار نے آ لیا اور اگلے روز بھی وہی کیفیت رہی، بہرحال جب ڈاکٹر سے فون پر بات ہوئی تو اس کی تجویز کے مطابق اگر بخار نہ اترے تو ہسپتال چلے جائیں۔ مگر الحمد للہ اس وقت سے چند گھنٹوں میں بخار اتر گیا اور بیٹے کو لگا کہ اب میں ٹھیک ہو رہا ہوں لیکن اسی رات کو بخار مسلسل رہا صبح ہونے تک کورونا وائرس اس کے پھیپھڑوں پر انتہائی اثر انداز ہو چکا تھا اور نہایت نازک حالت ہو چکی تھی یہاں تک کہ میری بہو کو ایمرجنسی ایمبولنس کو بلانا پڑا۔ انہیں فوری طور پر ہائی ڈوز آکسیجن دی گئی اور مکینزی ہیلتھ ہسپتال رچمنڈ میں منتقل کر دیا گیا اس وقت بیٹے کی یہ کیفیت تھی کہ اسے شروع کے کچھ دنوں تک آکسیجن کی ہائی ڈبل ڈوزز لگائی گئیں۔ یہ ناامیدی کی حالت کچھ دن لگاتار جاری رہی۔ ہسپتال میں داخل ہونے کے تقریباً آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر کا فون میری بہو عیشۃ الراضیہ کو آیا کہ آپ کے شوہر کی عمر چھوٹی ہے مگر حالت بہت زیادہ نازک ہے، کچھ سوالات پوچھے گئے یعنی بچے کتنے ہیں، بچوں کی کیا عمریں ہیں وغیرہ، ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کو اپنے بچوں کے لئے مضبوط ہونا پڑے گا اور یہ کہ اپنا فون اپنے پاس رکھنا کسی بھی وقت آپ کو انتہائی نگہداشت سے ڈاکٹر فون کر کے بتائیں گے کہ ہم کسی بھی لمحے آپ کے شوہر کو وینٹی لیٹر پر ڈالنے والے ہیں اور یہ کہ اس کے بعد بھی زندگی کے 50 فی صد چانسز ہوں گے، ہو سکتا ہے وہ صحت یاب ہو جائے، ہو سکتا ہے نہ بھی ہو۔ ہسپتال میں داخل ہونے کے چند روز بعد تک بھی ڈاکٹرز کے جو فون میری بہو کو آتے رہے وہ یہی بتاتے رہے کہ حالت بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ آکسیجن لیول بہت کم ہے۔

دعاؤں کے معجزات

پھر خدا کی شان اور معجزہ دیکھیں اور ہمارے پیارے خلیفہ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، خاندانِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، مربیانِ کرام کی دعاؤں اور ایک واقفِ زندگی کے لئے حسنِ سلوک اور پوری دنیا کے احباب جماعت کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ کی قدرت جلوہ افروز ہوئی اور دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی آ گئی کچھ دنوں میں آکسیجن 50 لیٹر سے 15 لیٹر پر آ گئی اور اس طرح پر دعاؤں اور ڈاکٹرز کی بہترین توجہ سے عطاء الاوّل صحت یابی کی طرف لوٹنے لگا پھر ہم ہر آنے والے دن پر دعاؤں کا ایک نیا معجزہ دیکھتے چلے گئے اس عرصہ میں مسلسل کئی بار حضور اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست ہوتی رہی اور حضور انور کی طرف سے ازراہِ شفقت دعائیں اور تسلی بخش

پیغامات موصول ہوتے رہے۔

اس دوران اچانک مجھے حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کو بار بار پڑھنے کی طرف تحریک ہوئی اور میں نے اس دعا کو سینکڑوں بار پڑھا اور اپنے بیٹے کو بھی اس دعا کی آواز ریکارڈ کر کے بھیج دی تا کہ وہ صرف ایک کلک کرے اور سن لے اور دہرا سکے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ o (سورۃ الانبیاء 88:21)

ترجمہ: کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔ تو پاک ہے۔ یقیناً میں ہی ظالموں میں سے تھا۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک الہامی دعا کی طرف بہو کی والدہ صاحبہ نے توجہ دلائی جو کہ بیٹے نے ہسپتال قیام کے آخری دنوں میں بہت پڑھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِىْ بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِىْ بِسْمِ اللّٰهِ الْغَفُوْرِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الْبَرِّ الْكَرِيْمِ يَا حَفِيْظُ يَا عَزِيْزُ يَا رَفِيْقُ يَا وَلِىُّ اشْفِنِىْ.

ترجمہ: میں اللہ کے نام سے مدد چاہتا ہوں جو کافی ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو شافی ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو احسان کرنے والا اور عزت والا ہے۔ اے حفاظت کرنے والے! اے عزت و غلبہ والے! اے ساتھی! اے دوست! مجھے شفا دے۔ آمین۔

علاوہ ازیں وہ تمام دعائیں جو ذہن میں آتی گئیں ہم پڑھتے رہے اور مسلسل صدقہ و خیرات بھی کرتے رہے۔ الحمدللہ کہ پیارے اللہ نے قبول بھی کیا۔

پیارے آقا کی والہانہ محبت

اہل خانہ، دنیا بھر سے ہزاروں احمدی احباب، رشتے دار اور سب سے بڑھ کر میرے پیارے آقا خلیفہ وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ہمارے بیٹے کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ یہ انہیں کی شفقت اور دعاؤں کا ثمر اور معجزہ تھا۔ عطاء الاول کی اس جان لیوا بیماری کے دوران پیارے آقا کی طرف سے پہلا پیغام میرے بھائی مکرم مولانا آصف محمود باسط صاحب مربی سلسلہ کے ذریعہ جو ملا وہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ فضل کرے گا دل کو سکون ملا اور پھر دوسرا پیغام منیر عودہ صاحب کے ذریعہ میرے بیٹے کو ملا، اس کو کہو گھبرانا نہیں ہے، گھبراہٹ انسان کو مار ڈالتی ہے۔ اللہ فضل کرے گا مزید تسلی کا باعث بنا، پھر مکرم مولانا آصف محمود باسط صاحب کے ذریعہ یہ پیغام ملا کہ جب وہ ٹھیک ہو کر گھر آ جائے تو اس سے کہنا، اچھی خوراک کا استعمال کرے، ماسک پہن کے رکھے اور تیسرا یہ کہ کھلی تازہ ہوا میں سانس لے۔ میرے پیارے آقا کے کس قدر دل کو تسلی دینے والے الفاظ تھے۔

پیارے آقا دفتری اسٹاف اور مکرم لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کے توسط سے بیٹے کا حال احوال دریافت فرماتے رہے۔ ماہِ رمضان تو ویسے ہی صدقہ جات کے لئے مخصوص ہوتا ہے پھر بیٹے کی بیماری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے صدقات کی زیادہ توفیق ملتی رہی۔ ہمیں پوری دنیا سے بہت زیادہ دعاؤں کے ذریعہ احباب جماعت کے سہارے اور تسکین بھی ملتی رہی۔ روزانہ ہمیں سینکڑوں فون اور پیغامات پرسوز دعاؤں کے موصول ہوتے رہے۔ اب اس بات کا احساس شدت سے ہوا کہ ہماری جماعت کے افراد دنیا کے کسی بھی کونے میں ہوں، ہم سب ایک خلافت کے سائے تلے ایک ہیں۔ ان میں سے بہتوں نے صدقہ خیرات اپنے طور پر بھی کئے اور رمضان کے آخری عشرہ میں، اعتکاف بیٹھے ہوئے احباب نے بھی بہت دعائیں کیں علاوہ ازیں احمدی بھائیوں اور بہنوں کی طرف سے اکثر احمدی دوست جو میرے بیٹے کو جانتے تھے اس کی خوبیوں کا ذکر کرتے رہے، بہت دعائیں دیتے رہے۔ ہمارا حوصلہ بڑھاتے رہے اور یہ بھی کہ ہم اکیلے نہیں ہیں، ہمارے ساتھ ہمارے پیارے خلیفہ، ہمارے والدین، بہنیں، بھائی، تمام رشتہ دار اور ہماری پوری جماعت بیٹے کی کامل صحت کے لئے دعاؤں میں شامل ہیں۔

تقریباً بارہ دن کے اس کورونا سے جہاد کے بعد انہیں انتہائی نگہداشت کے ہسپتال سے ایک دوسرے ہسپتال وان میں منتقل کیا گیا کیونکہ اب انہیں ایمرجنسی نگہداشت کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ یہاں یہ بتاتی چلوں کہ وان ہسپتال ٹورانٹو میں ہماری مسجد بیت الاسلام کے نزدیک نیا تعمیر ہوا تھا اور اس کی تعمیر میں جماعت احمدیہ کینیڈا نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور اسی طرح میرے بیٹے کا گھر اور ان کا ایم ٹی اے کا دفتر بھی وہاں سے بالکل قریب ہے میرے بیٹے کو یہ احساس کہ مجھے ہسپتال کی کھڑکی سے ہماری مسجد نظر آتی ہے بہت تسکین کا باعث اور مسرت بخش تھا پھر اس ہسپتال منتقل ہونے کے چار دن بعد ہسپتال سے چھٹی بھی ہو گئی۔ الحمدللہ

تیرا یہ سب کرم ہے تو رحمت اتم ہے
کیونکر ہو حمد تیری کب طاقت قلم ہے
تیرا ہوں میں ہمیشہ جب تک کہ دم میں دم ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

ہسپتال جانے سے پہلے اور ہسپتال سے واپس آنے کے بعد پیارے آقا کی تجویز کردہ ہومیو پیتھک دوائی کا استعمال بھی جاری رکھا اور اچھی خوراک کا استعمال بھی جاری ہے۔

جب بیٹے کو دوسرے ہسپتال منتقل کرنا تھا تو اس وقت وہ تمام ڈاکٹر بیٹے کے پاس آئے جنہوں نے اس کی بیماری کی حالت شروع میں دیکھی تھی اور بیٹے کو بتانے لگے کہ آپ کی صحتیابی ہمارے لئے بھی ایک معجزہ ہے ورنہ ہم تو ناامید اور مایوس ہو گئے تھے۔

گھر کے حالات

مزید برآں ان دنوں بیٹے کے گھر کے حالات یہ کہ سب فیملی کے کرونا ٹیسٹ کا نتیجہ مثبت آیا۔ اللہ کا شکر کہ بچوں میں کوئی علامات نہیں تھیں تاہم عیشہ اہلیہ عطاء الاوّل عباسی کو کبھی کبھار کمزوری کا احساس رہا کیونکہ اس کے لئے تو یہ بھی مشکل تھا کہ ان حالات کا مقابلہ خود کرتی رہی، ڈاکٹرز اور نرسوں سے رابطہ کرنا، پھر ہمیں اور اپنے والدین کو بھی بیٹے کی صحت سے مطلع کرنا اور تمام حال احوال پوچھنے والوں کی کالز لینا، اللہ کا شکر ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہمت دیئے رکھی۔ بیٹے کی بیماری کے دوران بہو نے جس حکمت اور حوصلہ سے کام لیا وہ قابل ستائش ہے۔ اس کے والدین مکرم مرزا سلیم زاہد بیگ صاحب اور محترمہ سیدہ نگہت زاہد صاحبہ بریڈفورڈ، کینیڈا میں رہتے ہیں، کھانا وغیرہ اور ضرورت کی اشیا گھر کے باہر تک پہنچاتے رہے مگر بے بسی یہ کہ گھر کے اندر نہیں جا سکتے تھے۔ میرے شوہر کے دونوں احتیاطی ٹیکے لگ چکے تھے اور ان کے دل میں ایک تڑپ کہ میں کسی طرح اپنے بیٹے کے گھر پہنچ جاؤں اور گھر میں بچوں کے پاس انہیں کچھ تسلی، حوصلہ اور ہمت دے سکوں مگر حالات سے مجبور کیونکہ سرحدیں بند ہیں۔ ... اور یہی میرا حال تھا۔ ایسے مواقع پر انسان کتنا بے بس ہوتا ہے اس کا اندازہ تو آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

الحمدللہ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل، تائید و نصرت اور خلیفہ وقت کی دعاؤں سے بیٹے کو صحت عطا کی اور الحمدللہ کہ بیماری کے بعد سے اللہ تعالیٰ اسے جماعتی خدمات کے ذریعہ اپنا وقف نبھانے کی توفیق دے رہا ہے۔ اس کے تینوں بچے بھی خدا کے خاص فضل سے وقف نو تحریک میں شامل ہیں۔ پیارا خدا انہیں بھی اپنا وقف نبھانے کی توفیق عطا کرے اور خلیفہ وقت کے لئے سلطان نصیر ہوں۔

(باقی صفحہ 29)

خلافت سے محبت اور اطاعت

مکرم امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ پیس ویلج

مکرم امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ پیس ویلج نے 29 رجنوی 2022 کو مسجد بیت الاسلام میں حضور انور کے ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ کا خلاصہ پیش کیا اور تازہ ترین مرکزی ہدایات کی تعمیل میں ''خلافت سے محبت اور اطاعت'' کے موضوع پر مختصر روشنی ڈالی۔

آپ نے سورۃ النور کی آیت 55 کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کیا جو درج ذیل ہے۔

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ط وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا ط وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ o

(سورۃ النور 24۔55)

کہہ دے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو اس پر صرف اتنی ہی ذمہ داری ہے جو اس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی تم پر ڈالی گئی ہے۔ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے۔ اور رسول پر کھول کھول کر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ ذمہ داداری نہیں۔

آپ نے کہا کہ اَطِیْعُوا کا معنیٰ ہے تم سب اطاعت کرو۔ اطاعت کا لفظ عربی زبان سے ہے اور طوع سے نکلا ہے۔ جس کا مطلب ہے مرضی اور خوشی سے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ فرمانبرداری دراصل وہی ہوتی ہے جو خوشی سے، مرضی سے اور بشاشتِ قلبی سے کی جائے۔ کراہت سے یا بے رغبتی سے کی گئی فرمانبرداری اطاعت کی روح کے خلاف ہے۔

آپ نے کہا کہ قرآن کریم میں بار بار اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اطاعتِ رسول میں اطاعتِ خلافت بھی شامل ہے۔ کیونکہ خلافت، نبوت کا تتمہ ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی پہلی قدرت نبوت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور دوسری قدرت خلافت کی صورت میں۔ پس خلیفہ جو نبی کا جانشین ہوتا ہے اس کی اطاعت بھی از بس ضروری ہے۔

پھر آپ نے قرآن کریم کی سورۃ آل عمران کی آیت 104 پیش کی جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ج وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ o (سورۃ آل عمران 3:104)

اور اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

آپ نے کہا اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ حَبْلُ اللّٰہ کے معانی اللہ کی رسی کے ہیں۔ اور اللہ کی رسی سے مراد رسول اللہ اور کتاب اللہ ہیں۔ اور رسول کی نیابت میں خلیفہ بھی حبل اللہ ہوتے ہیں۔ اس رسی کو مضبوطی سے کیسے تھاما جائے اس کی تشریح خود آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ نے مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث پیش کی۔

فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةَ اللهِ فِي الْأَرْضِ فَالْزَمْهُ وَ إِنْ نُهِكَ جِسْمُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ

کہ اگر تو اللہ کے خلیفہ کا زمانہ پائے تو تُو اس سے چمٹ جانا خواہ تیرا جسم نوچ لیا جائے اور تیرا مال لوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر 22353)

پھر آپ نے کہا ہمیں یہ جاننا چاہئے کہ اطاعت کا اعلیٰ معیار کیا ہے؟ آپ نے کہا اس ضمن میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں شرط یہ ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔

آپ نے آخر پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک نصیحت اور پیغام کا ذکر کیا کہ اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔

آپ نے کہا کہ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم خلافت سے تعلق اور مضبوط رشتے کیسے قائم کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے درج طریق پر عمل کرنا چاہئے۔

☆ خلیفۃ المسیح کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائید، فتح و نصرت، اسلام اور احمدیت کی کامیابی اور کامرانی کے لئے روزانہ کثرت سے دعائیں کی جائیں۔

☆ حضور انور نے جن دعاؤں کی تحریک فرمائی ہے ان کا باقاعدہ ورد کیا جائے۔

☆ حضور انور کے تمام پروگرام جو ایم ٹی اے پر نشر ہوتے ہیں ان کو غور سے دیکھیں اور اپنے بچوں کو بھی دکھائیں۔

☆ حضور انور سے ملاقات کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور حضور سے ملنے کے لئے دل میں ایک خاص قسم کی تڑپ موجود ہو۔

☆ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں باقاعدگی سے دعا کی درخواست کے خط لکھے جائیں اور بچوں کو خط لکھنے کی تلقین کی جائے۔

☆ ہر ممکن کوشش کریں کہ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آپ کا ذاتی تعلق پیدا ہو۔

لہٰذا ہمیں خلافت سے اخلاص و وفا اور وابستگی کا ایک رشتہ پیدا کرنا چاہئے۔ ہمیں ہمیشہ خلافت کی اطاعت کے لئے دلجمعی سے کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں خلافت سے محبت میں اس حد تک گرمجوشی کا مظاہرہ کرنا چاہئے کہ تمام دوسرے رشتے اس کے مقابلہ میں ادنیٰ اور فرسودہ نظر آنے لگیں۔ خلافت سے وابستگی میں ہی تمام برکات پنہاں ہیں اور تمام مشکلات کے خلاف یہی ایک ڈھال ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جلسہ مصلح موعودؓ امارت سیسکاٹون کی چند جھلکیاں

مکرم شفیق احمد قریشی صاحب سیکرٹری اشاعت امارت سیسکاٹون

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 20؍فروری 2022ء کو سیسکاٹون امارت نے جلسہ مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا۔ جس میں قریباً 275 افرادِ جماعت نے شرکت کی۔ جلسے کی صدارت مکرم سید تنویر احمد شاہ صاحب لوکل امیر امارت سیسکاٹون نے کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم توقیر یونس صاحب نے کی اور بعدہٗ انہوں نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ ان آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم احسن شاہ صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام مکرم راجہ مقصود احمد صاحب نے ترنم سے پیش کیا۔ اس نظم کا انگریزی ترجمہ مکرم حماد احمد چیمہ صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ پروگرام کی پہلی تقریر اردو میں تھی جو مکرم مولانا فضل احمد ساجد صاحب سابق مربی سلسلہ نے کی۔ آپ نے پیش گوئی مصلح موعودؓ کی روشنی میں حضور کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد مکرم غلام رسول صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ اردو میں پڑھی اس کا ترجمہ انگریزی میں مکرم ڈاکٹر مشرف نوید صاحب نے پیش کیا۔ پروگرام کی آخری تقریر انگریزی میں تھی جو مکرم سعد حیات باجوہ صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی پر کوئز پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں اکثر حاضرین جلسہ نے شرکت کی یہ کوئز آن لائن لنک کے ذریعہ سے منعقد ہوا۔ اور اس میں صحیح اور جلد جواب دینے والوں کو انعامات دیئے گئے۔ پروگرام کے آخر پر مکرم سید تنویر احمد شاہ صاحب لوکل امیر امارت سیسکاٹون نے مختصراً اختتامی خطاب فرمایا۔ اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ مصلح موعودؓ اختتام پذیر ہوا۔ اور دعا کے بعد احباب جماعت کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

مکرم فضل احمد ساجد صاحب سابق مربی سلسلہ

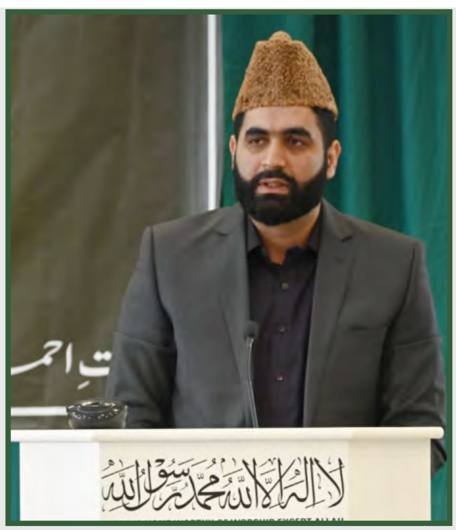

مکرم سعد حیات باجوہ صاحب مربی سلسلہ

مکرم سید تنویر احمد شاہ صاحب لوکل امیر امارت سیسکاٹون

آڈیو ویڈیو ٹیم

ضیافت ٹیم

انیق ناجی صاحب کی ویڈیو کے جواب میں

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

اگلے دن ایک صحافی انیق ناجی صاحب نے بظاہر بلا سبب احمدیوں سے ہمدردی اوران کی اصلاح کی کوشش کی ہے۔

اعترافِ حقیقت

انہوں نے اپنی ویڈیو میں یہ اعتراف کیا ہے کہ احمدیوں کے ساتھ جوظلم ہورہاہے پاکستان میں اس میں کوئی شک نہیں۔کسی قسم کی justice (انصاف) اور عدل آپ کے ساتھ مجھے دکھائی نہیں دیتا۔مسئلہ غلط بات کا popular (مقبول) ہونا ہےاوراب یہ ظلم ہوتا رہے گا logic (معقولیت)اور پڑھی لکھی باتیں ہمارے ڈی این اے میں نہیں ہیں۔sense of decency (بھلائی کا احساس) موجودنہیں۔یہ خیال کہ آپ کے لئے قانون حرکت میں آجائے گا بھینس کے آگے بین بجانا ہے۔اجتماعی ضمیر آپ کو پناہ نہیں دے گا۔

عبرت ناک تنزل

تنزل کے شکار پاکستانی معاشرے کا عدل وانصاف سے تہی ہونا، بھلائی کے احساس سے عاری ہونا، قانون کا بے حس ہونا، اجتماعی ضمیر کے موجود نہ ہونے کے یہ سب اعتراف ایک عبرت ناک تنزل اورزوال کا مرثیہ ہیں۔

طرفہ تماشہ

لیکن طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اس گراوٹ اورزبوں حالی کا ماتم کر لینے کے بعد بجائے اس سے نجات اوراس کی بہتری تجویز کرنے کے انیق صاحب الٹے پاکستانی احمدیوں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنی شانداراعلیٰ انسانی اقدار اور روایات کو تج کر باقیوں جیسے ہوکر اس بھیڑ کا حصہ ہوجائیں۔گویا نیکی، راستی، دیانت، انصاف، فرض شناسی، محنت اورحسنِ اخلاق کلیۃً جاتا رہےاور ہر سمت تاریکی میں یہ لَو دیتی روشنی بھی نہ رہے۔

مقبول بیانیہ کے آگے

انیق صاحب بجا طور پر سمجھتے ہیں کہ popular narrative(مقبول بیانیہ) کے آگے کھڑا ہونا مشکل ہے۔یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

لیکن وہ اس حقیقت کونظرانداز کردیتے ہیں کہ یہ صرف احمدی ہی ہیں جو روزِ اول سے یہ مشکل کام کررہے ہیں اورڈٹ کر پوری مضبوطی سے مقبول بیانیوں کے خلاف کھڑے ہیں۔جماعت کی اسی مسلسل روایت کا نتیجہ ہے کہ ان پر گزرتے جن حالات پر آپ تماشائی ہوکر بے بسی کا اظہار کرتے ہیں ان حالات میں احمدی بچے بھی کمال سکینت سے ایک شانِ استغنا کے ساتھ پورے وقار سے گزر رہے ہیں۔

بات یہی ہے کہ آپ کوتو شایداس کوچہ کی خبر ہی نہیں۔بقول شاعر

ے ہائے کمبخت تونے پی ہی نہیں۔

مالی قربانی کا نظام

احمدی اپنےقول اورفعل میں ان پہلے اصحابؓ کو نمونہ بنائے ہوئے ہیں جن کی راہ پران کی خوش بختی نے ان کو چلنے کی توفیق دی ہے۔جماعت میں مالی قربانی کی نسل درنسل پھیلی ہوئی روشن تاریخ بھی انہی قربانیوں کا تواتر ہے جودورِاول کے اصحابؓ نے دیں۔اور جو دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے جاری ہوئیں۔وہ پہلوں کی مانند اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنے کوآمادہ وتیار رہتے ہیں۔جماعت میں مالی قربانیوں کی روشن تاریخ پراب ایک زمانہ بیتنے کے باوجود اس کی آب وتاب روزاول کی طرح برقرار ہے۔کئی نسلوں سے مسلسل قربانیاں کرنے والوں کی طرح پرانے احمدیوں کی طرح دنیا بھرمیں نئے شامل ہونے والے بھی اس میں اسی طرح حصہ لیتے ہیں۔ان میں سے بعض کوآپ کا غریب مزدور کہہ کر اظہار ہمدردی کرنا بے جا اور خلافِ واقعہ ہے۔ گزرتے وقت کے ساتھ اب یہ احمدی مزاج کا حصہ ہے۔ یہاں تک کہ نظام جماعت بعض معاملات میں چندہ پر پابندی بطور سزا کے نافذ کردیتی ہے۔ ظاہر بین دنیا دار آنکھ کا اسے exploitation دیکھنا اصل میں روحانی نابینائی کے سبب ہے۔

خوشی اوراطمینان کا ذریعہ

ایک احمدی کا ہرقربانی پراس خوشی اور اطمینان کو پانا کہ وہ جماعت کے بے داغ مالی نظام کے ذریعہ دنیا بھر میں دین کی اشاعت کے عظیم مقصد میں حصہ ڈال رہا ہے۔اور پھراس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے مزید افضال سے متمتع ہونا۔اس نظام کی روح ہے۔اس کا تسلسل اور ہمہ گیریت ہراحمدی کا اس نظام کی شفافیت پر یقین کا اظہار ہے۔اس چندہ میں سے اگرکوئی پیسہ خلیفۂ وقت کے تصرف میں آئے تو یہ امراس کی خوشیوں میں ہزار گنا اضافہ کا باعث ہوسکتا ہے۔لیکن وہ ان چندوں کے مصارف سے خوب واقف ہے اوراسی لئے ہراحمدی اس بارہ میں نکتہ چینیوں اوراعتراضات کو جھوٹا مخالف پروپیگنڈا ہی سمجھتا ہے۔انیق صاحب کا اظہار بھی اسی ذیل میں ہے۔

حالات کا جبر

انیق صاحب احمدیوں کومزید جنازوں، humiliation (تذلیل) اور insult(بے عزتی) کا ڈراوا دیتے ہیں۔لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ سچائی اورحق کا راستہ ہمیشہ انہی انعامات سے مزین رہا ہے۔مسیح ناصریؑ کا صلیب پر لٹکا وجود، اور ابتدائی عیسائیوں کا سلطنت روما اور یہود کے ہاتھوں تین سوسالہ عرصۂ جور وستم، آقا ومولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں میں کانٹے، سر پر راکھ اور پتھروں سے لہولہان جسم اوراصحاب رسول اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ کے ہاتھوں برداشت ظلم، مکہ کی تپتی زمین پر ننگے بدن گھسیٹا جانا، صحابیہ رسولؓ کے بدن کا دولخت کیا جانا، وطن سے بے وطن ہونا، کیا یہ سب جنازے، تذلیل اور بے عزتی نہ تھے۔پھر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیوں بھرے بیرنگ خطوط، ان کے صحابہؓ پر گالم گلوچ اور مار پیٹ، گھروں سے بے دخلی۔ کاروبار اور روزگار کا نقصان، افغانستان میں سنگ ساریاں، لاہور میں اجتماعی کشت وخون، دستوری ترمیم، آرڈی نینس، آئے دن مقدمات، قید وبند اور اسیریاں وغیرہ کیا جماعت یہ سب روز اول سے دیکھ اور سہہ نہیں رہی۔اورکیا یہ سب ستم ہمارے آزمائے ہوئے نہیں ہیں۔آپ ہمیں کس سے ڈراتے ہیں؟

جبر کا بالآخر خاتمہ

تاریخ جبر کے اس بیان کے ساتھ جبر کرنے والوں کا بدانجام بھی لکھتی ہے۔ظالم یہود کی بار بار اجتماعی نسل کشی اور اس کے برعکس عیسائیوں کو دو ہزار سالوں سے مسلسل ملنے والا تاج و تخت، مکہ کے شریروں کا بدر میں کھیت ہونا اور پھر مسلمانوں کے لئے جلد بعد مکہ کا فتح ہوجانا اور پھر اہل اسلام کا دنیا بھر میں حاکم ہو جانا۔یہ جہاں گزری ہوئی تاریخ ہے وہیں آنے والی کل کی خبر بھی ہے۔جو کل ہوُا وہی کل ہوگا۔ظلم اور ظالم اپنے انجام کو پہنچیں گے۔اور حق کا بول بالا ہوگا۔

امام اور جماعت

انیق صاحب کی اپنی حدود سے تجاوز کرکے جماعت کی قیادت پر زبان درازی صریحاً اس حقیقت سے بے علمی کے سبب ہے کہ جماعت اور خلیفہ کا تعلق جسم اور جان کا ہے۔ہر دو ایک دوسرے کے محبوب بھی ہیں اور عاشق بھی۔خلیفہ خدا کا چنا ہوُا ایک منتخب وجود ہے۔اس کا وجود جماعت کے سر پر ایک گھنے سایہ کی طرح ہے۔جو اسے نہ صرف زمانے کے گرم و سرد سے بچائے رکھتا ہے بلکہ اپنے خدا سے مضبوط تعلق کے ذریعہ افرادِ جماعت کے لئے الٰہی افضال اور جماعت کے لئے نئی کامیابیوں اور کامرانیوں کے حصول کا سامان بھی ہے۔

جماعت احمدیہ خلفاء کی عظیم قیادت میں تمام اندرونی اور بیرونی فتنوں سے کامیابی سے نپٹتی چلی آئی ہے۔خلیفہ خدا کے دکھائے دیکھتا ہے اور پیش از وقت جماعت کو خطرات سے متنبہ کر کے اس کی صحیح سمت میں رہنمائی کرتا ہے۔۱۹۵۳ء،۱۹۷۴ء،۱۹۸۴ء،۲۰۱۰ء، اور آج کی فتنہ انگیزیوں کے باوجود جماعت کا یک جان، متحد اور برقرار رہنا، خلافت سے چمٹے رہنا، افرادِ جماعت کا محفوظ و مامون رہنا، مالی قربانیوں میں ہر سال پہلے سے آگے بڑھنا اور بحیثیت مجموعی جماعت کا ترقی کرنا اور تمام دنیا میں پھیلتے چلا جانا، یہ سب اس حقیقت پر کافی گواہ ہیں۔ اور ان کے ہوتے ہوئے قیادت کے خلاف ہرزہ درازی بے جا اور بے حقیقت ہے۔

مسلمان نہ ہونے کا اعلان؟

انیق صاحب نے احمدیوں کی مشکلات کا اپنی دانست میں یہ آسان حل تجویز کیا ہے کہ احمدی از خود یہ اعلان کردیں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں بلکہ احمدی ہیں۔ان کا ایسا کہنا جماعت کی تعلیمات سے ناواقفیت پر مبنی لگتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ رکھا۔یعنی احمدی فرقے کے مسلمان۔اس کے علاوہ ہمارا کوئی اور نام نہیں ہے۔جب ہم اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں تو یہ اول طور پر ہمارے مسلمان ہونے کا اظہار ہے۔اور جب ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو اس اظہار میں ہمارا احمدی ہونا شامل ہے۔پس یہ مطالبہ کہ ہم یہ کہیں کہ ہم احمدی ہیں، مسلمان نہیں۔ایک مہمل اور بے معنی بات کا مطالبہ ہے۔

ایمان واعمال

دوسرے یہ کہ احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہم نہ صرف توحید پر ایمان لاتے ہیں۔بلکہ ایک ایسے خدا پر جو زندہ ہے۔ہماری دعائیں سنتا ہے اور قبول فرماتا ہے۔جو ہمارے لئے ہر دم کافی ہے۔جو ہر آن ہمارا حافظ و ناصر ہے۔جو ہمارا کارساز ہے۔اور جو ہمیں سب سے زیادہ پیارا ہے۔

پھر ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔وہ سب سے اعلیٰ اور برتر ہیں۔ان سے بڑھ کر کوئی نہیں۔وہ خاتم النبیین ہیں۔سراج منیر ہیں۔رحمت اللعالمین ہیں۔ان سے محبت کرنا اور ان پر بکثرت درود بھیجنا ہم پر فرض ہے۔

ہم اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔یہ ہماری شریعت ہے۔اور تا قیامت قائم رہنے والی ہے۔اس کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔اس کا پڑھنا سیکھنا، اس میں سے یاد کرنا اور دہرانا ہم میں سے سب بچوں اور بڑوں پر لازم ہے۔

اسی طرح فرشتوں، سب آسمانی کتابوں، بلا تفریق سب رسولوں، جزاوسزا، روزِ حشر ان سب پر ہمارا ایمان ہے۔

فرائض میں پنج وقتہ نماز، رمضان کے روزے، حسب نصاب ادائیگی زکوٰۃ اور حسب شرائط سفر حج ہمارا طریق ہے۔

مسلمان ہونے سے انکار کا مطلب

پس مسلمان ہونے سے انکار کا مطالبہ اصل میں ہم سے یہ مطالبہ ہے کہ ہم

توحید کا انکار کردیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اپنا ناطہ توڑ لیں۔

قرآن کو خدا کی کتاب نہ مانیں۔

تمام فرائض سے کنارہ کش ہوجائیں۔

معذرت

جناب انیق صاحب، ہم یہ سب نہیں کرسکتے۔ہم اپنے ایمان اور اعتقاد کے مطابق جئیں گے خواہ اس راہ میں کتنی ہی مشکلات کیوں نہ آئیں۔رہ گئی جان تو ہم پہلے بھی اس راہ میں فدا کرتے رہے ہیں اور پہلوں کی طرح ان قربانیوں پر ہمارا بھی یہی نعرہ رہا ہے کہ ’رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا‘۔اور اگر یہی مشیتِ ایزدی ہے تو آئندہ بھی حاضر ہیں۔

دنیا اگر جنگوں کی تباہی اور بربادی سے بچ سکتی ہے تو صرف ایک ہی ذریعہ سے بچ سکتی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اہم ارشاد

دنیا اگر جنگوں کی تباہی اور بربادی سے بچ سکتی ہے تو صرف ایک ہی ذریعہ سے بچ سکتی ہے اور وہ ہے ہر احمدی ایک درد کے ساتھ ان تباہیوں سے انسانیت کو بچانے کے لئے دعا کرے۔

آج غلامانِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی یہ فرض ہے کہ ایک درد کے ساتھ انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لئے بھی دعا کریں۔جنگوں کے ٹلنے کے لئے دعا کریں۔دعاؤں اور صدقات سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔اگر اصلاح کی طرف دنیا مائل ہوجائے تو یہ جنگیں ٹل بھی سکتی ہیں۔

ہم اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ دنیا کا ایک حصہ تباہ ہو اور پھر باقی دنیا کو عقل آئے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور آنے والے کو مانیں بلکہ ہم تو اس بات پر خوش ہیں اور کوشش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کے بداعمال کی وجہ سے تباہی میں نہ ڈالے اور دنیا کو عقل دے کہ وہ بدانجام سے بچیں۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔یکم مارچ 2022ء)

میرے تایا جان۔ پیرزادہ سید منیر احمد شاہ صاحب مرحوم

مکرم مولانا سید شمشاد احمد ناصر صاحب، مبلغ سلسلہ امریکہ

میں نے اپنے تایا جان سید منیر احمد شاہ صاحب مرحوم کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ البتہ ان کا نام سننے میں ضرور آتا تھا۔ میرے ابا جان سید شوکت علی اور والدہ محترمہ سیدہ مریم صدیقہ مرحومہ ہر سال چنی گوٹھ اور احمد پور شرقیہ سے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے چناب ایکسپریس سے ربوہ جاتے تھے۔ اور جب واپس آتے تو ہمیں ربوہ کی باتیں، جلسہ سالانہ کی باتیں اور لنگر کی روٹی کے خشک ٹکڑے بطور تبرک ملتے۔ جنہیں ہم شوق سے کھاتے کیونکہ گھر میں تذکرہ ہی اس طرح ہوتا تھا حالانکہ پتہ کچھ نہ تھا۔

میرے والدین جب بھی جلسہ پر جاتے تو پھر تایا منیر احمد شاہ صاحب کے گھر ہی ٹھہرتے اور قیام کرتے۔ جلسہ کے دنوں میں ہر دو کی مہمان نوازی سننے میں آتی یعنی تایا جان اور محترم تائی امۃ الرزاق صاحبہ کی۔ بس یہی غائبانہ تعارف تھا۔ ان دنوں کوئی اتنا آنا جانا تو ہوتا نہیں تھا۔ ہم گاؤں میں تھے اور تایا جان دور ربوہ میں رہتے تھے۔

بعد میں آپ نے اپنا مکان فیکٹری ایریا میں بنوایا۔ میری پہلی ملاقات پھر 1966ء کے بعد ربوہ ہی میں آپ سے اور محترمہ تائی جان سے ہوئی۔

میری شادی جب ہوئی تو تائی جان اور تایا جان نے مجھے ایک بہت خوبصورت جائے نماز تحفہ میں دیا۔ خاکسار نے وہ جائے نماز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ پیش کیا کہ حضور اس پر نماز پڑھ کر متبرک فرما دیں۔ چنانچہ وہ جائے نماز بھی سالہا سال خاکسار کے پاس رہا۔ الحمدللہ۔

تایا جان سید منیر احمد شاہ صاحب بہت ہمدرد، سخی اور سب کی خدمت کرنے والے تھے۔ آپ 18؍جنوری 2022ء کو 92 سال کی عمر میں کینیڈا میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کچھ طب اور ڈاکٹری بھی جانتے تھے اور دیارِ غیر میں یہی کام اور خدمت بجالاتے تھے۔ مجھے ایک دفعہ میری خواہش پر انہوں نے چورن بنانے کا نسخہ بھی بتایا جو خاکسار نے کسی حکیم سے ادویات لے کر بنایا اور شوقیہ استعمال کرلیتا تھا۔

مکرم سید منیر احمد شاہ صاحب مرحوم

آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت سید علی احمد شاہ انبالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے اور 19 فروری 1930ء کو حضرت سید علی احمد شاہ انبالوی مرحومؓ اور محترمہ غفور النساء صاحبہ مرحومہ کے ہاں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ میرے تایا جان کے والد محترم ربوہ میں ''پیرجی'' کے نام سے مشہور تھے اور بہت ہی دعا کرنے والے بزرگ تھے۔

تایا جان، محترم خان میر خان صاحب، باڈی گارڈ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور محترمہ لال پری صاحبہ کے داماد تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار رہے۔ دو مرتبہ حج کرنے کی اور کئی مرتبہ عمرہ کی سعادت حصہ میں آئی۔ آپ نے لمبا عرصہ متحدہ عرب امارات میں فوج میں طبی خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ جتنا عرصہ وہاں رہے جماعت سے مضبوط تعلق قائم رکھا۔ اپنے گھر کو نماز کا مرکز بنائے رکھا۔ کینیڈا میں بھی اپنے گھر کو نماز سینٹر کے لئے پیش کیا۔ اور اس کے علاوہ کینیڈا جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

مجلس انصار اللہ کینیڈا میں ایڈیشنل قائد مال اور دارالقضا کینیڈا میں بطور حکم ہونے کی حیثیت سے خدمت کی توفیق عطا ہوئی اور کینیڈا کے دو ہسپتالوں میں اپنی طبی خدمات بلامعاوضہ پیش کیں۔ محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے فون پر تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ہمیشہ جماعت کی بہتری کے لئے مفید مشورے دیتے۔ نیکی اور بھلائی ان کا نمایاں وصف تھا۔

جب آپ کینیڈا آ کر آباد ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا ہوتا تو میں اور میرے ابا جان میری ساری فیملی آپ ہی کے ہاں آ کر جلسہ سالانہ کے دنوں میں آپ کی مہمان نوازی سے استفادہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہماری تائی جان محترمہ امۃ الرزاق صاحبہ کو بہت جزائے خیر دے اور لمبی عمر عطا کرے۔ آمین!

ایک دفعہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کینیڈا جلسہ کے لئے تشریف لائے تو پیس ولیج میں گلیوں میں سے گزر رہے تھے اور سب اہالیانِ پیس ولیج نے گھروں کو سجایا ہوا بھی تھا اور حضور انور کا گھروں سے نکل کر اپنے اپنے گھر کے سامنے آپ کا استقبال کر رہے تھے۔ خاکسار بھی اپنی بڑی پوتی سیدہ صباحت سلمہا کو گود میں لئے استقبال کے لئے کھڑا تھا۔ حضور نے ازراہ شفقت فرمایا کن کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہو۔ خاکسار نے بتایا کہ اپنے تایا جان سید منیر احمد شاہ صاحب کے گھر۔ الحمدللہ۔

آپ کو خلافت سے بے پناہ عشق تھا۔ تادم وفات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں خطوط لکھتے رہے۔ آپ کی تحریر نہایت خوش خط تھی جس کا ذکر بڑی خوشنودی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کی بیٹی محترمہ امۃ الباسط شیخ صاحبہ سے جرمنی میں دوران ملاقات فرمایا۔

آپ خوش خط ہونے کے ساتھ ساتھ مضمون نگاری اور شاعرانہ مزاج بھی رکھتے تھے۔ بلکہ روزمرہ کی گفتگو میں بھی اشعار استعمال

کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی اعلیٰ مثال اس وقت قائم کی جب جرمنی میں اپنے جوان بیٹے عزیزم سید زاہد منیر کی اچانک وفات ہوئی اس صدمہ کو بھی کمال خوبی سے برداشت کیا۔ ساری زندگی دور ونزدیک ہر رشتہ دار سے محبت کا تعلق رکھا۔رشتوں کو محبت و پیار اور خلوص سے نبھانے کا وصف رکھتے تھے۔اپنے داماد، مکرم شیخ نعیم اللہ صاحب جرمنی کو اپنی دامادی میں لینے کے بعد سے آخری سانس تک اپنا بڑا بیٹا اور ہمدرد دوست بنا کر اس رشتہ کی خوب آبیاری کی۔خوش اخلاق، خوش مزاج، خوش گفتار، خوش لباس تھے۔ سارے اوصاف آپ میں نمایاں تھے۔

ان کا ایک نمایاں وصف یہ تھا کہ وہ اپنے ابا مرحومؒ کے دوستوں کے بچوں کے ساتھ میل جول، ذاتی مراسم اور روابط رکھتے تھے۔اور اپنے بچوں کے شادی بیاہ میں انہیں مدعو بھی کرتے۔

غرباء اور یتیموں کے ہمدرد تھے، ہمیشہ ان کی مدد کرنے کو کوشاں رہتے۔ربوہ میں اپنی بھانجی محترمہ ناصرہ افغانی صاحبہ کے پاس ایک خطیر رقم رکھوائی اور تاکید کی کہ میری زندگی میں اور میرے بعد بھی اس سلسلہ کو اسی طرح جاری رکھا جائے۔اور اپنی ساری اولاد کو بھی غرباء کا خاص خیال رکھنے کی تلقین ان کی آخری نصائح میں سے تھی۔

آپ نے اہلیہ محترمہ امۃ الرزاق صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے مکرم سید شاہد منیر صاحب اور مکرم سید طاہر منیر صاحب ایک بیٹی محترمہ امۃ الباسط شیخ صاحبہ اہلیہ مکرم نعیم اللہ شیخ صاحب جرمنی کے ساتھ ساتھ پوتے، پوتیاں، نواسے نواسیاں پڑنواسہ، پڑنواسی سوگوار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تایا جان کے سب بچے بہت سعادت مند اور نہایت خدمت گزار ہیں انہوں نے اپنے ابا کی تادم آخر بہت خدمت کی۔اللہ تعالیٰ تائی جان اور مرحوم کے تمام بچوں کو جزائے جزیل عطا فرمائے۔

خاص دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے رحمت و مغفرت کا سلوک فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی نیکیوں کو اپنانے اور جاری رکھنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔آمین۔

آپ کی اہلیہ محترمہ امۃ الرزاق صاحبہ، تائی جان اور آپ کی ساری اولاد کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل دے اور ان کی نیکیوں کو قائم رکھنے کی بھی توفیق دے۔ آمین!

بقیہ از خطبات جمعہ فروری 2022ء کے خلاصہ جات

خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے مکرم خوشی محمد شاکر صاحب سابق مبلغ سیرالیون اور گنی کناکری کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

مرحوم گزشتہ دنوں اناسی (79) برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔مرحوم نہایت نیک، سادہ مزاج، دعا گو، عبادت گزار، مخلص، بے لوث، غریب پرور، سخی اور خلافت سے والہانہ عشق رکھنے والے پر جوش داعی الی اللہ تھے۔

حضورِ انور نے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔8، 15، 22، 27 فروری 2022ء)

بقیہ از رمضان المبارک کے فضائل اور تقویٰ

اور خلیفہ ٔوقت کی عمر درازی اور اسیرانِ راہِ مولا کی رہائی کے لیے دعائیں کریں اور جماعتِ احمدیہ پر آنے والے ابتلاؤں کے ٹل جانے کے لیے دعائیں کریں اور قرآن کے معارف کو سمجھنے اور تقویٰ کو اختیار کرنے والے بنیں اور خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ اسلام اور امت مسلمہ کو دشمنان اسلام کے شر سے بچائے اور ہمیں اس رمضان کی بدولت پورے سال کو رمضان بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 16/ اپریل 2021ء)

بقیہ از تحدیثِ نعمت: خلیفہ ٔوقت کی دعاؤں کا ثمر

ہم لندن میں رہتے ہیں دوریاں تو ہیں ہی لیکن سفر کی مجبوریاں بھی شامل حال رہیں جب کہ پچھلے سال تو ٹکٹ بھی بک تھیں مگر کورونا کی وجہ سے بارڈر بند۔ یہ دوریاں اور مجبوریاں اپنی جگہ قائم۔ ... اس لئے اپنے بیٹے سے ملے ہوئے ویسے ہی کافی عرصہ ہو چکا تھا۔الحمدللہ کہ اسی سال پیارے خدا نے بیٹے اور بچوں سے ملنے کے مواقع فراہم کئے، جیسے ہی بارڈرز کھلے ہم کینیڈا اور پھر امریکہ بیٹی منزہ خان کے پاس گئے، الحمدللہ کہ داماد غالب خان بھی واقفِ زندگی ہے، اس کی تقرری امریکہ میں ہے۔سب سے چھوٹی بیٹی آمنہ عباسی بھی وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہے۔اس طرح بیٹے سے مل کر، بیٹے کی اچھی صحت دیکھ کر اور اس کو لگن کے ساتھ اپنے کام کرتے دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے دلی سکون اور مسرت عطا کی۔ثم الحمدللہ۔

میرے ابو جان مولانا عبدالباسط شاہد صاحب ہمیشہ ہمیں نصیحت کرتے ہیں۔ایک توکل علی اللہ اور دوسرا خلافت سے وابستگی کی۔اللہ کرے کہ ہم اور ہمارے بچے بھی ہمیشہ اللہ پر توکل کرنے اور خلافت سے خود کو اور اپنی اولاد کو جوڑے رکھنے والے ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت سے بے پناہ عقیدت اور محبت کرنے والا بنائے۔ پیارا خدا ہمیں ان خوش نصیبوں میں شامل رکھے جنہیں امام وقت کا قرب نصیب ہوا جو خلافت کے گھنے شجر سے وابستہ ہیں۔اس کی برکتوں کے نظارے ہم دن رات دیکھتے رہیں۔خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خلافت سے ہمارا اور ہماری اولاد کا پختہ تعلق قائم فرمائے اور اسے مزید بڑھاتا چلا جائے۔آمین ثم آمین!

اعلان ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم افتخار احمد صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ کینیڈا و محترمہ وردہ قاضی احمد صاحبہ وان نارتھ کو 10/ فروری 2022ء کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔جس کا نام ''ایمان احمد'' تجویز ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے عزیزہ ایمان سلمہا وقفِ نو کی مبارک سکیم میں شامل ہے۔

یہ بچی مکرم محمود اشرف احمد صاحب نیشنل آڈیٹر جماعت احمدیہ کینیڈا اور محترمہ ادیبہ محمود صاحبہ وان ساؤتھ کی پوتی اور مکرم قاضی عرفان احمد صاحب ممبر قضا بورڈ کینیڈا اور محترمہ نغمانہ قاضی صاحبہ سکاربرو ساؤتھ کی نواسی ہے۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ عزیزہ ایمان احمد سلمہا کو صحت وسلامتی والی، لمبی عمر عطا فرمائے۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ صدق ووفا کا تعلق رکھنے والی نیک، صالحہ اور خادمہ دین بنائے اور اپنے والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔آمین!

میری والدہ محترمہ کا مختصر ذکرِ خیر

مکرم پروفیسر چوہدری سعید احمد کوکبؔ صاحب ایم۔اے، ونڈسر

میری والدہ محترمہ سارہ بیگم صاحبہ اہلیہ ماسٹر غلام محمد صاحب آف فیض اللہ چک نزد قادیان تھیں۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت میاں عمر دین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف بنگہ کی دختر تھیں۔قیام پاکستان کے بعد ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں سکونت اختیار کی۔

فیض اللہ چک میں قیام کے دوران آپ مدرسہ احمدیہ (زنانہ) میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتی رہیں جو قیام پاکستان تک جاری رہا۔

اس کے علاوہ لجنہ اماء اللہ مقامی میں بھی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔اگرچہ تاریخ لجنہ اماء اللہ میں اس عرصہ کا ذکر تو نہیں ملتا لیکن پچاس سالہ جشن کے موقع پر 1972ء میں ان کو جو سندِ خوشنودی عطا کی گئی،جس میں ان کی خدمات کا ذکر ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ فیض اللہ چک کی جماعتی خدمات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

مجلس لجنہ اماء اللہ مقامی فیض اللہ کی طرف سے اہم تحریکات میں جو چندہ جات جمع کروائے گئے،ان میں ان کا ذکر ہے۔

1۔ چندہ برائے تعلیم الاسلام کالج مبلغ 32 روپے

(تاریخ لجنہ اماء اللہ،حصہ اول،صفحہ 610)

2۔ چندہ برائے منارۃ المسیح مبلغ -/105 روپے

(تاریخ لجنہ اماء اللہ،حصہ اول،صفحہ 637)

قیام پاکستان کے بعد لجنہ اماء اللہ کی تنظیم نو

قیام پاکستان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے لجنہ اماء اللہ کے قیام کا حکم صادر ہوتے ہی ننکانہ صاحب میں بھی لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں آیا اور آپ کو صدر لجنہ اماء اللہ مقامی منتخب کیا گیا۔چنانچہ تاریخ میں آپ کا نام اور 6 ممبرات مجلس عاملہ کا نام درج ہے۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ،حصہ دوم،صفحہ 60)

1949ء میں جلسہ سالانہ کے لئے سٹور میں برتنوں کو جمع کرنے کی تحریک پر لجنہ اماء اللہ ننکانہ صاحب کی طرف سے جو برتن بھجوائے گئے ان کی تفصیل درج ہے اور ننکانہ صاحب کا نام سرِ فہرست ہے۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ،حصہ دوم،صفحہ 107)

ہالینڈ میں جو مسجد صرف مستورات کے چندوں سے بنائی جانی تھی اس میں لجنہ اماء اللہ ننکانہ صاحب کا ذکر موجود ہے۔

(تاریخ لجنہ اماء اللہ،حصہ دوم،صفحہ 153)

1989ء میں صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر بھی آپ کو آپ کی جماعتی خدمات کے طور پر 1977-1972ء پانچ سالہ عرصہ کی سند خوشنودی عطا کی گئی۔

جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ہر سال آپ کو جماعتی خدمات کے اعتراف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی کی دختر ہونے کی وجہ سے جلسہ گاہ مستورات میں سٹیج پر جگہ مہیا کی جاتی رہی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔رمضان کے روزوں کے علاوہ شوال کے چھ روزے بھی باقاعدہ رکھا کرتی تھیں۔صدقہ وخیرات دینے میں آپ کا کردار مثالی رہا۔آپ ایک دعا گو خاتون تھیں۔

قرآن کریم ناظرہ کی تعلیم

بچیوں اور چھوٹی عمر کے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھانے کا کام طویل عرصہ تک جاری رہا۔ان بچوں میں زیادہ تعداد غیر احمدی احباب کے بچوں کی بھی تھی۔امیر اور غریب سب کے بچے شامل تھے۔آخری عمر میں نظر کی کمزوری،پیرانہ سالی کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔

آپ کی وفات 24 اپریل 1987ء کو ننکانہ صاحب میں 83 سال کی عمر میں ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں چنانچہ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ 17 میں ہوئی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ میری والدہ محترمہ کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے۔آمین!

ترانہ

مکرم مبارک احمد سید صاحب

ہم روز یونہی کرتے رہیں اس کی منادی
جس نے ہمیں اسلام کی پہچان کرا دی
مسرور ہے ہادی مرا ، مسرور ہے ہادی

دنیا کے ہر اک ملک میں لہرائے گا پرچم
اس پاک صفت، پاک نفس نے ہے دعا دی
مسرور ہے ہادی مرا ، مسرور ہے ہادی

دنیا کے کہے سے کبھی پیچھے نہ ہٹیں گے
ہر ظلم و ستم سہنے کے ہم لوگ ہیں عادی
مسرور ہے ہادی مرا ، مسرور ہے ہادی

یہ مال، یہ دولت یہیں رہ جائیں گے اک دن
لے جائے گی جب اپنی طرف موت کی وادی
مسرور ہے ہادی مرا ، مسرور ہے ہادی

جاں اس پہ فدا کر دیں، وہ کر دے جو اشارہ
دل شاد ہیں وہ جن کا بھی مسرور ہے ہادی
مسرور ہے ہادی مرا ، مسرور ہے ہادی

جب علم کی روشن ہوئی مشعل مرے دل میں
تعلیم محبت کی ہے، نفرت تو بھلا دی
مسرور ہے ہادی مرا ، مسرور ہے ہادی

عاشق ہیں خلافت کے، غلامانِ نبی ہیں
احمد! یہ دل و جاں ہے اطاعت میں لٹا دی
مسرور ہے ہادی مرا ، مسرور ہے ہادی

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لیے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

دعائے مغفرت

☆ مکرم عبداللطیف چودھری صاحب

12رجنوری 2022 کو مکرم عبداللطیف چودھری صاحب ابن مکرم عبدالرحیم چودھری صاحب، آٹواہ میں 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْن ۔ 14رجنوری 20221ء کو مکرم فرحان اقبال صاحب مربی سلسلہ آٹواہ ویسٹ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بیچ وڈ قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم لقمان احمد صاحب مربی سلسلہ آٹواہ ایسٹ نے دعا کرائی۔ 1957ء میں کینیڈا ہجرت کی۔ اس لحاظ سے آپ کینیڈا کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا گہرا علم رکھتے تھے اور گھر میں ایک لائبریری بھی بنا رکھی تھی علم دوست تھے۔ احمدیہ گزٹ کینیڈا کے لئے مضامین بھی لکھا کرتے تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ نہایت نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، خلیق، ملنسار اور دعا گو بزرگ تھے۔ مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے عہدیداروں اور مربیان سلسلہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ مانٹریال اور آٹواہ میں صدر جماعت کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں اور چندوں کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں آٹواہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مہمان نوازی کا شرف حاصل ہوا۔ خلافت کے ساتھ پیار ومحبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحوم ایک اچھے کھلاڑی تھے اور گورنمنٹ کالج لاہور کی کشتی رانی کی ٹیم کے کپتان بھی رہے۔ آپ ایک Veteran بھی تھے اور دوسری جنگ عظیم میں انڈین ایئر فورس میں خدمات بجالاتے رہے۔ پرندوں کو پالنے اور باغبانی کا شوق تھا۔ تاریخی واقعات بھی سنایا کرتے تھے۔ خوش مزاج، نفاست پسند تھے۔ صاف ستھرے اور اجلے کپڑے پہنتے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے مکرم ظفر اللہ چوہدری صاحب، مکرم مبشر چوہدری صاحب اور دو بیٹیاں محترمہ ریحانہ چوہدری صاحبہ اور محترمہ فرزانہ چوہدری صاحبہ آٹواہ شامل ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 05رفروری 2022ء بروز ہفتہ کو گیارہ بجے صبح اسلام آباد، ٹلفورڈ میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر محترمہ ڈاکٹر قمر اعجاز صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری اعجاز احمد وڑائچ صاحب، سربٹن، یوکے اور محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی مبارک احمد صاحب، سابق کارکن دفتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ حال یوکے کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ مکرم عبداللطیف چودھری صاحب آٹواہ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم ساجد احمد ملک صاحب

4رفروری 2022ء کو مکرم ساجد احمد ملک صاحب بریمپٹن ویسٹ جماعت 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْن ۔ 7رفروری 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ڈیڑھ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں دو بجے تدفین ہوئی اور اس کے بعد مکرم عمیر احمد خاں صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے دعا کرائی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ اور مخلص احمدی تھے۔ آپ کا خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ صفیہ ساجد ملک صاحبہ، ایک بیٹا مکرم آصف جمیل ملک صاحب، دو بیٹیاں محترمہ تہنیت ہما صاحبہ ربوہ، محترمہ صائمہ عمار صاحبہ بریمپٹن ویسٹ اور ایک بھائی مکرم مقبول الٰہی ملک صاحب ربوہ یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم آصف جمیل ملک صاحب کو اپنے والد محترم کی خدمت کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

☆ مکرم بشارت احمد عزیز صاحب

7رفروری 2022ء کو مکرم بشارت احمد عزیز صاحب پیس ولیج جماعت 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْن ۔ 9رفروری 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اگلے روز گیارہ بجے میپل یونائیٹڈ قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم پروفیسر غلام مصباح بلوچ صاحب مربی سلسلہ جامعہ احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت حاجی میراں بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیر خواہ، مخلص احمدی اور دعا گو بزرگ تھے۔ مرحوم کا نظام جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں مرحوم نے دو بیٹے مکرم طاہر احمد عزیز صاحب پیس ولیج، مکرم ناصر احمد عزیز صاحب ویسٹن، مکرم مبشر احمد عزیز صاحب بیری، دو بیٹیاں محترمہ فرزانہ رحمٰن صاحبہ یوکے، اور محترمہ شازیہ خاں صاحبہ ویسٹن یادگار چھوڑے ہیں۔ مکرم طاہر احمد عزیز صاحب اور اہل خانہ کو مرحوم کی غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

☆ محترمہ طاہرہ پروین صاحبہ

8رفروری 2022ء محترمہ طاہرہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم محمد فارق نجمی صاحب مارکھم جماعت 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ 11رفروری 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم قاسم لطیف احمدیہ فیونرل ہوم سروسز نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ڈیڑھ بجے تدفین کے بعد مرحومہ کے شوہر مکرم محمد فاروق نجمی صاحب نے دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، خلیق، ملنسار اور ہمدرد خاتون تھیں۔ آپ کا خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں شوہر مکرم محمد فاروق نجمی صاحب، ایک بیٹا مکرم شاہد فاروق صاحب فیصل آباد، چار بیٹیاں محترمہ ثمیرہ تنویر صاحبہ، مارکھم، محترمہ سائرہ رشید صاحبہ، محترمہ رفعت فاروق صاحبہ کابل، محترمہ رابعہ فاروق صاحبہ مارکھم، ایک ہمشیرہ محترمہ تسنیم کوثر صاحبہ کاسل مور بریمپٹن یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ طیبہ ناہید احمد صاحبہ

13 فروری 2022ء کو محترمہ طیبہ ناہید احمد صاحبہ اہلیہ مکرم عامر عمران صاحب مانٹریال جماعت 51 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 17 فروری 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں گیارہ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ساڑھے گیارہ بجے تدفین کے بعد مکرم ندیم احمد خاں صاحب نے دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلیق، ملنسار ہمدرد و خیر خواہ خاتون تھیں۔ آپ کا خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں شوہر مکرم عامر عمران صاحب اور تین بیٹے مکرم سفیر احمد صاحب، مکرم ولید احمد صاحب، مکرم کظیم عامر صاحب، مانٹریال، دو بھائی مکرم سلطان احمد صاحب، مکرم عطاء العزیز عمران صاحب، دو بہنیں محترمہ سعیدہ سلطانہ صاحبہ، محترمہ ثمیرا رانا صاحبہ نیو مارکیٹ، ضعیف والدین مکرم مقصود احمد صاحب اور محترمہ ناصرہ تسنیم صاحبہ بریڈفورڈ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم ناصر احمد صاحب

15 فروری 2022ء کو مکرم ناصر احمد صاحب بریمپٹن ویسٹ جماعت 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 17 فروری 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں گیارہ بجے مکرم عبدالجبار صاحب لوکل امیر بریمپٹن ویسٹ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ساڑھے گیارہ بجے تدفین کے بعد مکرم انیق احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت مہردین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ اور دعا گو بزرگ تھے آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ عقیلہ ناصر صاحبہ، ایک بیٹی محترمہ عائشہ عاطف صاحبہ اہلیہ مکرم عاطف بیر صاحب بریمپٹن ایسٹ، دو بھائی مکرم منصور احمد صاحب لاہور مکرم مسعود احمد صاحب یوکے، ایک ہمشیرہ محترمہ سلیم اختر صاحبہ ربوہ یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم، مکرم منصور احمد مرزا صاحب بریمپٹن ویسٹ کے خالو تھے اکثر یہی ان کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

☆ محترمہ رفعت ڈار ہاشمی صاحبہ

21 فروری 2022ء کو محترمہ رفعت ڈار ہاشمی صاحبہ اہلیہ مکرم زبیدالرحمٰن نوید ہاشمی صاحب مسس ساگا جماعت 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 22 فروری 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے گیارہ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 23 فروری کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں دو بجے تدفین ہوئی اور اس کے بعد مکرم عبدالماجد قریشی لوکل امیر مسس ساگا نے دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، ہمدرد و خیر خواہ تھیں۔ لجنہ اماء اللہ کے مختلف عہدوں پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ بہت محنتی اور دل لگا کر کام کرنے والی تھیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر غیر معمولی خدمات بجالاتیں۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے صدق و وفا کا گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں شوہر مکرم زبیدالرحمٰن نوید ہاشمی صاحب، ایک بیٹا مکرم جمشید ہاشمی صاحب اور ایک بیٹی زرتاشیہ ہاشمی صاحبہ مسس ساگا، ایک بھائی مکرم ضیاء ڈار صاحب متحدہ عرب امارات، دو بہنیں محترمہ نصرت ڈار صاحبہ ہملٹن اور محترمہ عفت ڈار صاحبہ لاہور یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم رشید احمد صاحب

23 فروری 2022ء کو مکرم رشید احمد صاحب وان نارتھ جماعت 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 25 فروری 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں گیارہ بجے مرحوم کے داماد مکرم فراست احمد صاحب مربی سلسلہ میری لینڈ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ساڑھے گیارہ بجے تدفین کے بعد مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، منکسر المزاج، ہمدرد و خیر خواہ اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا قلبی تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ نعیم رشید اختر صاحبہ، ایک بیٹا مکرم مامون رشید صاحب اور ایک بیٹی محترمہ شاہزہ احمد صاحبہ وان، ایک بھائی مکرم خلیل احمد صاحب سویڈن اور چار بہنیں محترمہ زاہدہ بابر صاحبہ، محترمہ شاہدہ خالد صاحبہ ربوہ، محترمہ صفیہ انور صاحبہ اسلام آباد اور محترمہ طاہرہ نسرین صاحبہ یوکے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم، مکرم مامون رشید صاحب کے ہاں ایک عرصہ سے مقیم تھے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں اپنے والد محترم کی غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

☆ مکرم مبشر محمود صاحب

26 فروری 2022ء کو مکرم مبشر محمود صاحب بریمپٹن ویسٹ جماعت 66 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یکم مارچ 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے گیارہ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ساڑھے گیارہ بجے تدفین کے بعد مکرم دانش احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، حلیم الطبع، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، ہمدرد و خیر خواہ اور مخلص احمدی تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ فوزیہ مبشر صاحبہ، تین بیٹے مکرم عدیل مبشر صاحب، مکرم نعمان مبشر صاحب، مکرم عطاء الحی صاحب، دو بھائی مکرم ظفر اقبال صاحب بریمپٹن ویسٹ، مکرم طاہر محمود صاحب جرمنی اور ایک ہمشیرہ محترمہ عطاء الکریم صاحبہ کراچی یادگار چھوڑے ہیں۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ خدا تعالیٰ ان کے تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی نیکیوں اور خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین!

یاد رہے کہ موجودہ عالمی وبا کووڈ۔19 اور اومیکرون variant کے پیش نظر حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اور قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ و اقارب نے ہی شرکت کی۔